صد سالہ عرس سید الشیوخ حضرت سید شاہ محمد عمر حسینی القادری الحنبلی قدس سرہ کے موقع پر یادگار پیش کش

علماء ومشائخ حیدرآباد و بریلی
کے
علمی روابط



مرتب
شاہ محمد فصیح الدین نظامی

ناشر: شیخ الاسلام لئیق اکیڈمی قادری چمن فلک نما، حیدرآباد۔

سو سالہ عرس تقاریب رئیس المفسرین حضرت سید شاہ عمر حسینی القادری الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقع پر علمی سوغات

علماء و مشائخ حیدرآباد و بریلی

کے

علمی روابط

مرتب

شاہ محمد فصیح الدین نظامی

……﴿ناشر﴾……

شیخ الاسلام لئیق اکیڈیمی، قادری چمن حیدرآباد

صفر المظفر 1430ھ مطابق فروری 2009ء

هُو القادِرُ

انتساب

احقر اپنی اس کاوش کو ایشیاء کی عبقری شخصیت سید السادات، مجمع برکات،

جامع الکمالات، سلالۂ خاندان نبوت، دودمان ولایت، رئیس المفسرین،

شیخ الشیوخ، شاہزادۂ غوث الآفاق حضرت الامام الشاہ

سید محمد عمر حسینی قادری الحنبلی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

مفسر کشف القلوب المعروف بہ ''تفسیر قادری'' کے

صد (۱۰۰) سالہ عرس سراپا قدس کے یادگار موقع پر

آپ کی ذاتِ عالیہ سے بوسیلہ

خلف اکبر حضرت سید محمد بادشاہ حسینی قادری الحنبلی رحمہ اللہ

(مولوی فاضل جامعہ نظامیہ)

بصد ادب و احترام

منسوب کرنے کی عزت وسعادت حاصل کرتا ہے

''گر قبول اُفتدزہے عزّ و شرف''

سگِ بارگاہ غوثیت مآب

شاہ محمد فصیح الدین نظامی قادری

فہرست

کمپیوٹر کتابت: **ایس کے گرافکس**، نزد نواز فنکشن ہال، معظم جاہی مارکٹ/مصری گنج، حیدرآباد۔ سل: **9391266257**

تاثرات

حضرت سجادہ نشین مدظلہ

یہ امر موجب صد مسرت ہے کہ جد کریم سید الشیوخ حضرت سید شاہ محمد عمر حسینی القادری الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے صد سالہ عرس تقاریب کے ضمن میں طئے شدہ نظام العمل کے مطابق آپ کی شاہکار تفسیر ''کشف القلوب معروف بہ تفسیر قادری'' نئے قالب میں اہل علم کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ نیز اس مبارک موقع پر ''علماء و مشائخ حیدرآباد و بریلی کے علمی روابط'' جیسے موضوع پر پہلی بار یہ کتاب منظر عام پر لائی جارہی ہے جس میں سید الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت الشاہ محمد انوار اللہ فاروقی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ بانی مادر علمی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن جو خلیفہ دوم سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں اور خطابی خان بہادر ہے اور امام اہلسنت حضرت الشاہ احمد رضا خاں رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابر علما و مشائخ کے علمی و ادبی روابط پر مدلل مستند اور دستاویزی مواد موجود ہے جس کو مولانا شاہ محمد فصیح الدین نظامی حفظہ اللہ مولوی کامل جامعہ نظامیہ نے اچھے اسلوب میں مرتب کیا ہے۔ امید کہ اہل علم و اہل نسبت شیخ الاسلام لیٹیق اکیڈیمی، قادری چمن حیدرآباد کے زیر اہتمام منظر عام پر آنے والی اس کتاب کی پذیرائی کریں گے اور مقصد تالیف کی راہوں کو استحکام بخشیں گے۔ مولف کتاب جماعت اہل سنت کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اچھوتے موضوع پر منفرد کتاب تالیف کی ہے۔ اللہ پاک بطفیل رسول پاک ﷺ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین والحمد للہ رب العالمین۔

شرحد ستخط

۱۰؍صفر المظفر ۱۴۳۰ھ
مورخہ 6؍فروری 2009ء

حضرت مولانا سید شاہ حسن ابراہیم حسینی القادری الحنبلی مدظلہ
سجادہ نشین بارگاہ قادری چمن

علماء ومشائخ حیدرآباد و بریلی کے علمی روابط وتعلقات تقریباً 150 سالہ قدیم ہے۔ان علمی وروحانی پرخلوص اور خوشگوار تعلقات کے استحکام میں ایشیا کی تین عبقری شخصیتوں شیخ الشیوخ حضرت سید شاہ محمد عمر حسینی القادری الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (1282 ہجری 1330 ہجری)، شیخ الاسلام حضرت شاہ محمد انوار اللہ فاروقی چشتی قادری قدس سرہٗ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد (1264 ہجری 1336 ہجری) اور امام اہلسنت حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ (1272 ہجری 1340 ہجری) کا انتہائی اہم اور نا قابل فراموش کردار رہا ہے۔

علماء ومشائخ حیدرآباد و بریلی کے علمی روابط وتعلقات پر روشنی ڈالنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عبقری شخصیات کا مختصر سوانحی خاکہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ترتیب زمانی کے اعتبار سے سب سے پہلے سید الشیوخ حضرت سید محمد عمر حسینی قادری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات وخدمات زیب قرطاس کئے جاتے ہیں۔

سید الشیوخ حضرت سید محمد عمر حسینی قادری حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ

سلالۂ خاندان نبوت، دودمانِ ولایت، مجمع برکات، منبع الحسنات، شیخ الشیوخ، حضرت سید محمد عمر الحسینی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی میں جمالِ نبوت وحسنِ حقیقت پرتوفگن، علوم ومعارفِ نبوت کے کامل استقاضے کی وجہ ارشادِ حقائق واسرار میں ہمیشہ سرگرم افاضۂ انوار، تحریر وتقریر، گفتار وکردار میں اللہ کی برہان، ہر بات شریعت کا لبِ لباب، طریقت کی راہبر اور عالم لاہوت کی آواز، جس سے ذہنی نفسی، روحانی ومعنوی مریض شفایاب ہوں۔

نورِ حق نورِ نبی سید عمر شہ قادری — لختِ دل حضرت علی سید عمر شد قادری
تجھ میں ملے غوث الوریٰ، غوث الوریٰ میں مصطفیٰ — حضرت سے راہ حق ملی سید عمر شہ قادری
حق کی رضا مقصود ہو جو کام ہو مسعود ہو — بر آئے ارمان دلی سید عمر شد قادری

حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے ممتاز علماء ومشائخ میں علامہ سید محمد عمر حسینی قادری خلیقؔ تبحر علمی، دینداری، تقوی ویرہیزگاری کے ساتھ صاحبِ تصنیف وتالیف شمار کئے جاتے تھے۔مشہور عالم وشاعر مولانا احمد رضا خاں رضاؔ قادری نور اللہ مرقدہٗ آپ کے بہت قدرداں اور مداح تھے۔

حضرت پیر پرورش علی شاہؒ کے خانوادہ میں 1282 ہجری محلہ قاضی پورہ میں تولد ہوئے۔چار سال کی عمر میں والد محترم کا سایہ اُٹھ گیا۔اسی سال والدہ محترمہ کے ہمراہ حرمین شریفین کا سفر کیا مکمل ایک سال وہاں قیام کیا فیوضات حرمین سے فیضیاب ہو کر وطن واپس لوٹے۔

ابتدائی تعلیم مادر مہربان سے حاصل کی اس کے بعد حضرت زماں خاں شہیدؒ کے "مدرسہ محبوبیہ" میں شریک ہوئے جہاں صرف ونحو، لغت وادب کی تحصیل کے ساتھ ساتھ تفسیر حدیث فقہ منطق وغیرہ حاصل کیا۔اپنے برادر کلاں حضرت سید محمد صدیق عرف خواجہ میاںؒ سے بھی اکتساب علم وفن کیا۔

آپ کو شعر وسخن سے بھی کافی دلچسپی تھی فن تجوید میں قرأت سبعہ کی مشہور کتاب "شاطبیہ" کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا۔

آپ اپنے عہد کے جلیل القدر مفسر بھی تھے جسکا اندازہ آپ کی ہزاروں صفحات پر مشتمل تفسیر کو دیکھنے سے ہوتا ہے۔جو "تفسیر قادری" کے نام سے 1319ھ سے کئی سال تک ماہانہ شائع ہوتی رہی اردو میں اس قسم کی تفسیر بہت کم ملتی ہیں یہ تفسیری خزانہ میں بیش قیمت اضافہ بھی ہے اور اردو زبان وادب میں گراں مایہ درجہ کی حامل ہے۔

آپ پہلے تفسیر القرآن، اسکے بعد تفسیر بالحدیث، تفسیر باقوال الصحابہ، اقوال تابعین واقوال ائمہ سے استدلال کرتے، تفسیر قادری کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اس میں جگہ جگہ عربی عبارات موجود ہیں اگر درمیان میں سے اردو عبارت کو ہٹالیا جائے تو ایک عربی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔اس تفسیر کو آپ کے بڑے فرزند حضرت سید محمد بادشاہ حسینی لئیقؔ جنہوں نے حضرت شیخ الاسلامؒ کی خاص نگرانی وسرپرستی میں جامعہ نظامیہ میں تعلیم حاصل کی تھی، مکمل کیا اس کے علاوہ تاج العروس مصنفہ تاج الدین اسکندری (متوفی 707ھ) کا اردو ترجمہ "رہبر طریقت" اور متروکہ کے مسائل پر مشتمل ایک منظوم رسالہ "فرائض قادری" بھی تحریر کیا۔

امام احمد رضا خاں فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خلیقؔ کے آپس میں گہرے مراسم اور پرخلوص روابط تھے اعلیٰ حضرت، سادات ہونے کی وجہ سے آپ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔دار العلوم منظر الاسلام بریلی کے چوتھے سالانہ اجلاس 1327ھ میں حضرت خلیقؔ کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ نے مدعو کیا تھا جہاں آپ نے صدارتی وعظ کیا تھا۔ان دونوں حضرات کے آپسی تعلقات کا اس بات سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب حضرت خلیقؔ کا انتقال ہوا تو فاضل بریلیؒ نے بطور تعزیت عربی قصیدہ منظوم کیا۔

49 رسال کی عمر میں بتاریخ 20 صفر 1330ھ آپ کا وصال ہوا۔حیدرآباد کی 400 سالہ تاریخی مکہ مسجد میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد محلہ فلک نما کے قریب بمقام "قادری چمن" تدفین عمل میں آئی۔

حضرت سید شاہ عمر حسینی قادری الحنبلی قدس سرہٗ کی حیات وخدمات پر مولانا ڈاکٹر سید شاہ صفی اللہ حسینی القادری المعروف وقار پاشاہ صاحب (نبیرہ حضرت سید شاہ یحییٰ حسینی القادری قدس سرہ) نے

شعبۂ عربی عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد سے دسمبر 1989ء میں ایک مقالہ عربی زبان میں تحریر کیا ہے، جس میں حضرت علیہ الرحمۃ کی شخصیت، خانوادہ، آبا و اجداد کرام، عہد طفولیت، تعلیم ارادت و بیعت، خلافت، ازواج، تصنیف و تالیف، حج و زیارت نبوی، زیارات مقامات مقدسہ، زیارت ہند، زیارات حیدرآباد دکن، وصال، خدمات مذہبی و ملی پر سیر حاصل مواد پیش کیا ہے۔ اس مقالہ کا اگر اردو ترجمہ ہو جائے تو اردو داں طبقہ حضرت علیہ الرحمۃ کی شخصیت و خدمات سے حقیقی طور پر آگاہ ہوگا۔ مولانا وقار پاشاہ صاحب حفظ اللہ سے راقم کی التجا ہے کہ وہ اس جانب اپنی توجہات مبذول فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

سید الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات جاننے کے بعد آیئے حضرت شیخ الاسلامؒ کی طرف چلتے ہیں۔

شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقیؒ

مجدد الدعوۃ الاسلامیہ، معلّم ملوک آصفیہ، شارح فتوحات مکیہ، شمع شبستانِ امدادیہ، شیخ الاسلام، حضرت امام ابوالبرکات محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ قدس سرہ العزیز بانی جامعہ نظامیہ کا شمار ایسی ہستیوں میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنے علم و فضل، اخلاص و اختصاص سے جنوبی ہند کے علاقہ کو تاریخ عالم میں جاوداں بنادیا، آپ کابل (افغانستان) کی معزز ترین ہستی حضرت شیخ شہاب الدین علی المعروف بہ فرخ شاہ کابلی الفاروقیؒ کے خاندان کے چشم و چراغ تھے، تجدید و احیاءِ دین کا آفتاب جہاں نصف النہار پر تھا اور مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ (1564ء-1624ء) شیخ کبیر بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ (1265ء) جیسے اکابرین اس گھرانے نے دنیا کو عطاء کئے تھے جن کے فیوضات علمی و عملی و خاندانی کا سرچشمہ، خلیفۂ دوم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ، وارضاہ عنا کی ذات گرامی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام نے (4 ربیع الثانی 1264ھ) حضرت ابو محمد شجاع الدین فاروقیؒ کے خانوادے میں بمقام ناندیڑ آنکھیں کھولیں۔ حضرت یتیم شاہ مجذوبؒ کی بشارت اور مادر مہربان کے قبل ولادت رؤیت النبی الخاتم ﷺ بصورتِ تلاوتِ کلام مبین کی تعبیر جمیل، جلیل القدر اساتذہ فضل و کمال اور شیوخ سلوک و تصوف کی صحبتِ بافیض کے اثر سے ایک صاحب بصیرت عالم، باخبر مصلح، اور وسیع النظر مصنف میں ڈھل گئی، ایک طرف علم و معرفت کا حسین سنگم "جامعہ نظامیہ" اور دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر القدس، آپ کی اشاعتِ علوم نبوت کے علمی نشان بن گئے تو دوسری طرف "کتب خانۂ آصفیہ" (موجودہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری) کے قیام میں کلیدی و بنیادی رول اور تیسری طرف بین الاقوام والملل تحقیقی و ثقافتی مذاق کو فروغ دینے والی اکیڈمی "دائرۃ المعارف العثمانیہ" کی تاسیس آپ کے کتابی ذوق کی پہچان اور تحقیقی کردار کو اجاگر کرتا ہے، تو چوتھی طرف مروجہ بے جا رسومات

و خرافات کا انسداد، اصلاحِ نفس و اصلاح معاشرہ اور دینی تعلیم کو عام کرنے مصلحانہ جد و جہد اور داعیانہ کوشش و سعی نے آپ کو مصلحین امت کی صف میں شامل کر کے صاحب کار نہیں بلکہ صاحب کارنامہ بنادیا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام نے اپنی تجدیدی فکر و نظر کے فروغ کا ایک ذریعہ قلم کو بھی بنایا چنانچہ جب چاہے آپ اپنے اشہب قلم کو جنبش دیتے اور لکھنے میں مصروف ہو جاتے آپ کا دماغ معلومات کا ایک مخزن تھا۔ جہاں سے لفظ و بیان کا کارواں رواں دواں نظر آتا ہے۔ چنانچہ رئیس القلم علامہ ارشد القادریؒ، حضرت شیخ الاسلام کے اسلوب تحریر کو خراج فکر و نظر پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

> "انوار احمدی کا مطالعہ کر کے میں حضرت فاضل مصنف کے تبحر علمی، وسعتِ مطالعہ، ذہنی استحضار، قوتِ تحقیق، ذہانت و نکتہ رسی اور بالخصوص انکے جذبہ حبِ رسول اور حمایتِ مذہب اہلِ سنت کی قابل قدر خصوصیات سے بہت زیادہ متاثر ہوا، جی چاہتا ہے کہ نوکِ قلم کو آنکھوں سے لگالیں، ہونٹوں سے چومیں دل میں اتارلیں۔ حضرت مصنف کے قلم کی روانی چشمہ کوثر کی لہراتی ہوئی موج بن گئی ہے علم و حکمت، عشق و عرفان کے ایسے قیمتی جواہرات بکھیرے ہیں کہ ان کی جگمگاہٹ سے آنکھیں خیرہ ہونے لگتی ہیں"۔

(انوار احمدی، تخلیص و تسہیل، مولانا ارشد القادری، ناشر مکتبہ جام نور، دہلی۔1989ء)

انوار احمدی، مقاصد الاسلام (گیارہ حصے)، حقیقۃ الفقہ، انوار اللہ الودود، انوار التمجید، مسئلۃ الربوا، خدا کی قدرت، شمیم الانوار، انوار الحق، افادۃ الافہام، منتخبۃ من الصحاح (قلمی) تلخیص فتوحات مکیہ (قلمی)، کتاب العقل، الکلام المرفوع فیما یتعلق بالحدیث الموضوع جیسے شاہکار آپ کے قلم فیض رقم کا نتیجہ ہیں جن کے سینکڑوں صفحات بلاشبہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا کہے جاسکتے ہیں۔ جن میں تہذیب و تمدن، عقائد و اعمال، تقدیر و تدبیر، نبوت و ولایت، سلوک و تصوف، جزا و سزا، جنت و دوزخ، جبر و قدر، وحدۃ الوجود، وحدت الشہود، معجزہ و کرامت، تذکرہ و تاریخ، شخصیات و فردیات، فصاحت و بلاغت، زبان و ادب، شعر و سخن، اتباع صحابہ، تقلید و اجتہاد، استنباط و استخراج، اجماع و قیاس، سائنس و ٹکنالوجی، فلسفہ و ہیئت، حکمت و طبابت، منطق و کلام، عشق و محبت، بدعت و سنت، تدوین و تحقیق، علماء و صوفیاء، ذکر و فکر، علم و حلم، دارالاسلام و دارالحرب، سود و ربوا، امن و سلامتی، اخوت و رواداری جیسے سینکڑوں موضوعات پر علم و فن کی ایک کہکشاں بکھیر دی ہے اور اسلام کے نام پر لکھی جانے والی غیر اسلامی کتب کا نہ صرف تعاقب و رد کیا بلکہ بحیثیت ایک مصلح و مجدد امت

ان کے مسموم اثرات سے امت کو آگاہ بھی کیا ہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ تجدید و احیاء دین کی تاریخ میں آپ کو "مجدد الدعوۃ الاسلامیہ" کی حیثیت سے یاد کیا جاتا رہیگا۔

حضرت شیخ الاسلام نے اپنی اردو، عربی، فارسی شاعری کو توحید و رسالت، عظمت صحابہ و اولیاء، عظمتِ اسلام، اور اصلاحِ قوم و ملت جیسے نکات کیلئے وقف کر رکھا تھا۔ الشعراء تلامیذ الرحمٰن کے مصداق آپ کی شاعری میں ضمیر کی آواز، روح کی بیداری، عشق کی سرمستی، فکر و نظر کا فروغ، والہانہ طرزِ اظہار، کلام کی برجستگی، محاورات کی دلآویزی، تصوف کی چاشنی، علم و عرفان، پند و نصیحت، اخلاق و اخلاص سبھی کچھ ملتا ہے جو سمع و بصر کے ذریعہ دلوں کی دنیا میں اتر جاتا ہے۔ آپ کی ساری گفتگو کا محور عشقِ محمدی ﷺ ہے۔

شیخ الاسلامؒ کے حالات سے آگہی کے بعد آیئے اب معارف رضا کی طرف چلتے ہیں۔

حضرت الامام شاہ احمد رضا خاں نور اللہ مرقدہٗ

امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں رضاؔ نور اللہ مرقدہٗ حضرت شیخ الاسلام کے ہمعصر علماء میں روشنی کا مینار تھے آپ کا سال ولادت 1856ء اور سال وصال 1921ء ہے۔ آپ کی پینسٹھ سالہ زندگی برصغیر پاک و ہند میں انگریزی دورِ اقتدار میں گذری۔

امام اہل سنت کی چشم شعور وا ہوائی تو بریلی کا کتب علم و فکر برصغیر کے تشنگانِ علوم اسلامیہ کو چشمۂ فیض بن کر سیراب کر رہا تھا۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں (م 1297ھ) اور تایا حافظ کاظم علی خانؒ، اور شاہ رضا علی خانؒ (م 1286ھ) بریلی کی علمی اساس تھے۔ اس خانوادہ نے برصغیر کے اہل علم کو اپنی علمی نظریاتی روشنیوں اور مقناطیسی قوت سے متاثر کیا تھا۔ مرزا غلام قادر بیگ بریلویؒ۔ مولانا نقی علی خانؒ (والد مکرم) اور مولانا عبد العلی رامپوریؒ (م 1303ھ) نے درسیات میں آپ کی تربیت میں بڑی محنت سے کام لیا وسط شعبان 1286ھ 1869ء علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اسی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا۔

حضرت سید شاہ آل رسول مارہرویؒ (تلمیذ خاص شاہ عبد العزیز دہلویؒ) نے اپنے تین خلفاء کو ارشاد و ہدایت کا فریضہ سپرد کیا تھا ان میں مولانا سید ابو الحسین احمد نوریؒ، حضرت اشرفی میاں کچھوچھویؒ اور مولانا احمد رضا خانؒ شامل تھے۔

ان کے علاوہ آپ نے حرمین شریفین کے علامہ شیخ احمد زینی دحلان شافعیؒ قاضی شیخ حسین صالح جمل اللیلؒ امام مسجد حرام مفتی الشیخ عبد الرحمٰن سراجؒ جیسے شہرۂ آفاق مشائخ سے بھی اکتساب فیض کیا۔

علمی ادبی اعتقادی رنگ و آہنگ کا آئینہ دار ترجمہ قرآن "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن"

1320ھ۔1911ء میں مکمل ہوا۔ آپ کے قلم سے نکلے ہوئے بعض تفسیری حواشی بھی ہیں جو آپ کی قرآن فہمی پر شاہد عدل ہیں۔ فن حدیث میں آپ کو نمایاں مقام حاصل تھا والد ماجد مولانا نقی علی خانؒ، حضرت سید شاہ آل رسول مارہرویؒ، حضرت سید عابد سندھیؒ، اور علامہ زینی دحلانؒ سے سند حدیث کی اجازت حاصل تھی۔

آپ کا بارہ جلدوں پر مشتمل "العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" "فقہی انسائیکلوپیڈیا قرار دیا جاسکتا ہے۔ پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف کے بیان کے مطابق ڈاکٹر اقبالؔ نے کہا تھا کہ" ان فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور ہندوستان کے کیسے نابغہء روزگار فقیہ تھے"۔ عقائد و کلام منطق و حکمت کے علاوہ آپ ایک ماہر فلسفی بھی تھے۔

امامِ اہل سنت، عالم محقق اور کئی کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ عربی، فارسی اور اردو کے ماہر قادر الکلام اور نازک خیال شاعر بھی تھے۔ نعت، غزل قصیدہ، مثنوی، مستزاد، قطعہ، رباعی متعدد اصناف میں آپ نے طبع آزمائی کی آپ کا ایک شعر اسطرح ہے

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادئے ہیں

ہر فن میں آپ کو درک حاصل تھا پروفیسر محمد مسعود احمد مجددی کے بموجب ایسے علوم و فنون کی تعداد ۴۵ ہے۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی تحریر کرتے ہیں کہ" آپ کے قدم اور قلم رضا و غضب ہر حالت میں اعتدال و سنجیدگی کے ساتھ اٹھتے اور کوئی فیصلہ شدت مزاج کی نذر نہ ہوتا"۔ اس مقام پر مجھے حضرت شیخ الاسلامؒ کے شاگرد خاص مورخ نظامیہ مولانا شاہ ابو الخیر کنج نشین کی وہ تحریر یاد آرہی ہے جو انہوں نے عرض حال کے عنوان سے "مطلع انوار" میں تحریر کی تھی۔

"حضرت قبلہ (مولانا انوار اللہ فاروقی) ایک ممتاز عالم دین، عظیم فنکار، ذی مرتبت، وسیع سیرت اور زبردست اثرات کے مالک ہونے کے باوجود کسی بھی قسم کے تحزب و تعصب سے ہمیشہ دور رہتے تھے آپ کا ایک مخصوص نظریہ اور طرزِ فکر تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی ہر قسم کے خرافات سے پاک دیکھی جاسکتی ہے۔ آپ جس مسئلہ کو اپنی دانست میں صحیح سمجھتے اس کا حکیمانہ انداز میں اظہار فرماتے لیکن دوسروں کی علمی ثقاہت کو مجروح نہیں فرماتے"۔

عشقِ رسول حضرت احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کی پہچان، سادات کرام کا احترام آپ کا وطیرہ تھا اور علم رسول کے آپ کس انداز سے قائل تھے خود اپنی تصنیف "انباء المصطفیٰ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

''علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔ وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث۔ وہ نامخلوق یہ مخلوق۔ وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل۔''

مولانا ارشد القادری تحریر فرماتے ہیں

''حضرت فاضل ممدوح (شیخ الاسلامؒ) نے علم غیب رسول کے مسئلہ کو جس دل نشین پیرایہ میں واضح کیا ہے وہ ان کے تبحر علمی اور قوت استدلال کی بہترین مثال ہے اس مسئلہ میں صحابہء کرام کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

جتنے تھے اصحاب سب یہ جانتے تھے بالیقیں
کہ ہیں واقف موت سے ہر اک بشر کے شاہ دیں
بلکہ تاخیر اجل چاہیں تو کچھ دقت نہیں
جس کی جو مرنے کی جا ٹھہراتے وہ مرتا وہیں
اہل خلد و نار کا رکھا تھا دفتر ہاتھ میں
گویا تھا ہر شخص کا نقشِ مقدر ہاتھ میں

اس مسئلہ پر حضرت فاضل ممدوح کا ایک اور استدلال ملاحظہ فرمائیں دلیل کی اساس بالکل وہی ہے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلیؒ کے اس شعر میں جلوہ گر ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

فکر کی ہم آہنگی پر حیرت کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایمان کا نصب العین دونوں کے یہاں مشترک ہے اب پوری توجہ کے ساتھ حضرت ممدوح کا یہ بند پڑھئے۔

حضرت موسیٰ نے جب دیکھی تجلی طور پر
گو نہ دیکھا حق کو پھر بھی بڑھ گئی ایسی نظر
کہ شب یلدا میں دس فرسخ پر چیونٹی ہو اگر
دیکھ لیتے طور کی رویت کا تھا ایسا اثر
پھر جو خود اللہ کو حضرت نے دیکھا دو بار
کونسی شئی ہے جو حضرت پر نہ ہوتی آشکار

اگر چہ ان دونوں حضرات کی ملاقات تاریخ سے ثابت نہیں۔ لیکن مراسلت اور خط و کتابت کے سلسلہ میں ڈاکٹر عبدالحمید اکبر گلبرگوی رقمطراز ہیں۔

''مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلی کے مکتوبات دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے عہد کے جلیل الشان علماء سے مراسلت قائم رکھی تھی لیکن کسی عالم کی کتابوں کو اس درجہ شوق سے طلب نہیں فرمایا جس طرح مولانا انوار اللہ فاضل حیدر آبادیؒ کی تصانیف کو قیمتاً طلب فرمایا چنانچہ مولانا احمد رضا خان نے جب ''افادۃ الافہام'' کا مطالعہ کیا تو ایک مثبت تاثر ان کے مزاج میں قائم ہوا اور انہیں مولانا انوار اللہ فاروقیؒ کی دیگر تصانیف بھی دیکھنے کی خواہش ہوئی چنانچہ اپنے خط میں اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کل تصانیف گرامی کا شوق ہے اگر بہ قیمت ملتی ہوں قیمت سے اطلاع بخشی جائے۔ دو جلد قادیانی مخذول (افادۃ الافہام) کے چند صفحات دیکھتے تھے ایک صاحب سے ان کی تعریف کی وہ لے گئے۔

حضرت احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی تصانیف میں جا بجا محرمات اور منکرات شرعیہ، بدعات و خرافات کے خلاف لکھا ہے اور مسلمانوں کو ان سے دور رہنے کی تلقین کی ہے۔

جامعہ نظامیہ حیدر آباد کے مفتی اول مولانا مفتی محمد رکن الدین ''مطلع انوار'' میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی اصلاحی خدمات کے زیر عنوان تحریر کرتے ہیں۔

''قدیم سے یہ دستور تھا کہ اعراس کے موقع پر طوائف، اولیاء کرام کے مزارات پر آکر مجرا دیا کرتی تھیں جس سے اقسام کی لغویات ہوتے تھے اور یہ یقیناً اولیاء کرام کی ناراضی کا سبب بھی تھا آپ (شیخ الاسلامؒ) نے (بحیثیت ذمہ دار عالم و وزیر امور مذہبی) حکم جاری فرمایا کہ آئندہ سے درگاہوں پر طوائف کے مجرے نہ ہوا کریں۔''

پہلے بعض درگاہوں میں عرس کے ساتھ مینا بازار (زنانہ بازار) کا بھی انتظام کیا جاتا تھا آپ نے مینا بازار ہی بند کروا دئے تا کہ نہ بناء فساد رہے نہ فساد ہونے پائے۔

مولانا احمد رضا خاںؒ فاضل بریلی کے متعلق حکیم عبدالحی رائے بریلی سابق ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو کا تاثر ملاحظہ فرمائیں۔

''بہت سے فنون بالخصوص فقہ و اصول میں اپنے ہمعصروں پر فائق تھے''

یہی مولانا عبدالحی حضرت شیخ الاسلام کے متعلق تحریر کرتے ہیں: وکان اوحد فی زمانہ فی العلوم العقلیۃ والنقلیۃ یعنی اور وہ (حضرت شیخ الاسلام) علوم عقلیہ ونقلیہ میں یگانہ روزگار تھے۔

اب آیئے کچھ نفس موضوع یعنی علماء ومشائخ حیدرآباد و بریلی کے علمی روابط پر تاریخی شواہد کی روشنی میں کچھ گفتگو ہو جائے۔

مولانا سید شاہ غوث محی الدین قادری الموسوی صاحب اپنے مقالہ کے مقدمہ میں حضرت احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہ کے حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے قدیم و دیرینہ علمی روابط و تعلقات کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

كان الشيخ احمد رضا صلة عميقة بمشائخ حيدر آباد و علماء ها. يقول والدى الحاج الشيخ السيد عبدالمحى الدين القادرى الموسوى و عمى الكريم الحاج ابو الفضل السيد محمود قادرى مدظلهما ان جدى السيد وحيد القادرى الموسوى عارفؒ رحمه الله تعالىٰ (1379.1302هجرى) و بين الشيخ احمد رضا عليه الرحمه سلسلة المراسلات و كان جدى يخاطبه ب"اعلىٰ حضرت" و الشيخ احمد رضا خان يخاطبه و يكتب ب "شهزادة الغوث الاعظم" و "آقا زاده" و "مخدوم زاده" كما كان بين الشاه السيد محمد عمر الحسينى القادرى الحيدر آبادى رحمه الله و بين الشيخ احمد رضا سلسلة المكاتبات. فقد قبل دعوة الفاضل البريلوى للمشاركة فى الحفلة السنوية لتوزيع الشهادات للمدرسة "منظر الاسلام" مشاركته والقاء ه خطبة الرياسة فى هذه الحفلة دليل قوى علىٰ ان صلة الشيخ البريلوى بحيدر آباد و ثيقة جدا. كما كان فى قلوب الحيدر آباد يين تقدير عظيم له حيث يعد ون اعماله بنظر الاستحسان.

(صفحه. ج. د)

یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا دور انحطاط 1857ء سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ حکومت کا اقتدار ختم ہوتے ہی عوام میں بے چینی پھیل گئی تھی۔ اس انقلاب کا اثر مسلمانوں پر کچھ زیادہ ہی پڑا۔ انہی افسوسناک حالات کے پیش نظر چند اصلاح پسند شخصیتیں متحرک ہوئیں اور مسلم معاشرے کی اصلاح کی کوششوں میں لگے رہے۔ ان بزرگوں میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سرفہرست ہیں، جنہوں نے مصلح یا مجدد ہونے کا کوئی بلند و بانگ دعویٰ نہ کیا تھا، لیکن تجدید و اصلاح کا پورا سامان مہیا کر دیا تھا۔ قوم کی اخلاقی اور روحانی قباحتوں کو انہوں

نے اپنی تصانیف میں بے نقاب کیا اور ملک میں قرآن فہمی اور درس حدیث کے چشمے جاری کر دیئے۔ (حضرت) شاہ ولی اللہ کے بعد ان کے فرزند و جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کام کو جاری رکھا، اور سارے ملک میں ولی اللہی خاندان کا علمی، دینی و روحانی اثر مرتب ہوتا گیا۔

شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمھما اللہ کے بعد، جس جامعیت سے اصلاح معاشرہ اور زندگی کے ہر شعبے میں قوم وملت کی رہنمائی کے لئے جو شخصیت ہمارے سامنے آتی ہے وہ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کی شخصیت ہے۔ جس نے اپنی ساری زندگی قومی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔ اور کئی ایسے مذہبی دانشور اور مفکر بھی آئے جنہوں نے مسلمانوں کی دینی اور مسلکی رہنمائی میں اپنی تصانیف کے ذریعے مجددانہ اور مجاہدانہ کردار پیش کیا ہے۔ ان مصلحین میں مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی نامور ہوئے اور ادھر حیدرآباد دکن میں سلاطین آصفیہ کے استاد حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد انوار اللہ فاروقی کے تجدیدی و اصلاحی کارنامے قوم وملت کے لئے آب حیات ثابت ہوئے۔

(تلخیص حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی شخصیت، علمی و ادبی کارنامے، ص 138، ڈاکٹر ایم اے حمید اکبر مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد 2000ء)

باہمی احترام کی اعلیٰ مثال

علماء ومشائخ حیدرآباد و بریلی کے تعلقات و روابط کے سلسلہ میں یہ بات نئی نسل کو معلوم ہونی چاہیے جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحمید اکبر تحریر کرتے ہیں کہ "شمالی ہند کی مایہ ناز دینی و علمی شخصیت مولانا امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنے ایک مراسلے میں مولانا انوار اللہ کے لئے جن القاب کا استعمال فرمایا ہے اس سے بھی پتہ چل جاتا ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کے نزدیک بھی مولانا انوار اللہ فاروقی کا کیا درجہ تھا۔ القاب کے الفاظ یہ ہیں:

"حضرت بابرکت، جامع الفضائل، لامع الفواضل، شریعت آگاہ، طریقت دستگاہ، حضرت مولانا الحاج مولوی محمد انوار اللہ خاں صاحب بہادر بالقاب العز"۔

خط کے یہ الفاظ بھی مولانا کی دینی و علمی فضیلت کو ثابت کرتے ہیں:

"کسی مسئلہ دینیہ شرعیہ میں انکشاف حق کے لئے نفوس کریمہ جن جن صفات کے جامع درکار ہیں بفضلہٖ عزوجل ذات والا صفات میں سب آشکار ہیں، علم و فضل، انصاف، عدل، حق گوئی، حق جوئی، حق دوستی،

حق پسندی، پھر بحمہ تعالیٰ غلامی خاص بارگاہِ بیکس پناہ قادریت جناب

کو حاصل اور فقیر کا منہ تو کیا قابل، ہاں سرکار کا کرم شامل حال"۔

(حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی، شخصیت، علمی وادبی کارنامے، ص76، ڈاکٹر ایم اے حمید اکبر مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد۔2000ء)

جذبہ شوق کی دلکش تصویر

حضرت شیخ الاسلام نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک کا رد بلیغ اس طور پر فرمایا کہ افادۃ الافہام دو جلدوں کے علاوہ "انوار الحق" کتاب بھی تصنیف فرمائی۔ ان کتابوں کی اہمیت کا اندازہ اس اعتبار سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا کی یہ کتابیں ہر مکتب فکر کے مطالعے میں رہیں اور انہوں نے ان کا وزن بھی محسوس کیا۔ یہاں تک کہ مرزا صاحب یا مرزا صاحب کے اتباع سے بھی مولانا انوار اللہ فاروقی کی کتابوں کا جواب نہیں بن پڑا۔

مولانا احمد رضا نے جب "افادۃ الافہام" کا مطالعہ فرمایا تو ایک مثبت تاثر ان کے مزاج میں قائم ہوا اور انہیں مولانا انوار اللہ فاروقی کی دیگر تصانیف بھی دیکھنے کی خواہش ہوئی چنانچہ اپنے ایک خط میں اس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کل تصانیف گرامی کا شوق ہے۔ اگر بہ قیمت ملتی ہوں، قیمت سے

اطلاع بخشی جائے۔ دو جلدیں قادیانی مخذول (افادۃ الافہام) کے چند

صفحات دیکھے تھے۔ ایک صاحب سے ان کی تعریف کی وہ لے گئے"۔

مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کے دیگر مکتوبات دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے عہد کے جلیل الشان علماء سے مراسلت قائم رکھی تھی لیکن کسی عالم کی کتابوں کو اس درجہ شوق سے طلب نہیں فرمایا۔ جس طرح مولانا انوار اللہ فاضل حیدرآبادی کی تصانیف کی قیمتاً طلب فرمایا اور جذبہ شوق کی تصویر بھی اتنی دلکش ہے کہ کل تصانیف گرامی کہہ کر طلب فرمایا جس سے احترام بھی ملحوظ خاطر تھا۔

(حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی، شخصیت، علمی وادبی کارنامے، ص48، ڈاکٹر ایم اے حمید اکبر مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد۔2000ء)

اتنا جاننے کے بعد یہ بات ہمارے علم میں رہنا چاہیے کہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد اور بریلی شریف کے علماء ومشائخ کے درمیان روابط کو فروغ اور استحکام بخشنے میں مکاتیب کا بھی بڑا اہم حصہ رہا ہے۔ چنانچہ ذیل میں ایسے مکاتیب کے اشارے ہم اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کررہے ہیں جو سرزمین حیدرآباد سے حضرت الشاہ احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کئے گئے۔

مکاتیب از حیدرآباد

بخدمت حضرت الشاہ احمد رضا قادری نور اللہ مرقدہ

1۔ مکتوب منجانب شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد انوار اللہ فاروقی قدس سرہ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن (جلد اول ص ۱۵۲)

2۔ حضرت مولانا محمد حسین خاں صاحب وکیل، حیدرآباد دکن (جلد اول ص310)

3۔ نواب سید سرفراز علی خاں فرزند اکبر نواب سید دلیر الملک سکندرآباد (جلد اول ص384)

4۔ نواب سردار علی خاں بہادر ابن نواب سید سردار دلیر الملک بہادر سکندرآباد۔ (جلد اول ص386)

5۔ حضرت مولانا سید شاہ عبدالجبار صاحب حیدرآباد دکن۔ از قادری چمن دفتر تفسیر قادری (جلد دوم ص64)

6۔ حضرت سید شاہ محمد عمر صاحب قادری حنبلی، خانقاہ قادری چمن، حیدرآباد دکن (جلد دوم ص76)

7۔ مولانا عبدالخالق صاحب اعظمی مدرس مدرسہ محمدیہ، دبیر پورہ، حیدرآباد دکن (جلد دوم ص91)

8۔ جناب سید عبدالرزاق صاحب وکیل ہائیکورٹ وسکریٹری اسسٹنٹ نواب فخر الملک بہادر وزیر جوڈیشنل و پولیس ڈپارٹمنٹ، محلہ سلطان پورہ، حیدرآباد دکن۔

9۔ حضرت مولانا حکیم عبدالقیوم صاحب بدایونی، سکندرآباد دکن (جلد دوم ص145)

مذکورہ بالا مکاتیب خالص فقہی وعلمی نوعیت کے ہیں جس کے لئے مکاتیب کا متن ملاحظہ کیا جاسکتا ہے ان مکاتیب کو ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی نے "خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا" جلد اول ودوم جملہ ایک ہزار صفحات پر تلاش وترتیب دے کر برکات رضا فاؤنڈیشن ممبئی، کے ذریعہ 2007ء میں شائع کیا ہے۔

مکاتیب از بریلی

بجانب حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہ

مکتوب اول: حضرت الشاہ احمد رضا قادری نور اللہ مرقدہٗ بنام حضرت شیخ الاسلام محمد انوار اللہ فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ محررہ۔12 ر رمضان 1333 ہجری

مکتوب دوم: حضرت الشاہ احمد رضا قادری نورّ اللہ مرقدہٗ بنام حضرت الشاہ محمد انوار اللہ فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ محررہ 18 ر شوال 1333 ہجری

مکتوب سوم: حضرت الشاہ احمد رضا قادری نور اللہ مرقدہٗ بنام حضرت شیخ الاسلام محمد انوار اللہ فاروقی قدس سرہٗ العزیز۔ محررہ 29 رمحرم 1334 ہجری

مکتوب چہارم: بنام حضرت سید شاہ عمر قادری حنبلی قدس سرہٗ برائے شرکت دینی جلسہ دار العلوم منظر اسلام بریلی

حضرت سید شاہ عمر حسینی القادری الحنبلی کو تحریر کئے گئے مکتوب کے بارے میں مولانا حکیم محمد فضل اللہ قادری ابن الحاج مولنا شاہ حکیم رکن الدین صاحب احمد قادری الحنبلی المتخلص بہ شفا مرحوم خلیفہ حضرت سید الشیوخ قدس سرہٗ العزیز رقمطراز ہیں۔

''عاشق رسول کریم حضرت مولنا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری محدث بریلوی نے اپنے مدرسہ کے چوتھے سالانہ جلسے میں حضرت کو باصرار بریلی شریف آنے کی دعوت دی۔ حضرتؒ نے عدیم الفرصتی کے عذر سے معافی چاہی اور جواب لکھ دیا گیا۔ (ملاحظہ ہو۔ حالات پیر طریقت ص ۱۳۴۔ مطبوعہ مطبع ابراہیمیہ۔ ۱۳۷۱ھ)

مذکورہ کتاب (حالات پیر طریقت) کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ نے حضرت سید شاہ محمد عمر حسینی قادری الحنبلی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں نہایت اصرار سے دوبارہ مکتوب تحریر کیا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ:

مکتوب پنجم: ''اس فقیر کو حضرت سے ملنے کی بہت آرزو ہے۔ یہ ایک دینی جلسہ ہے براہ کرم زحمت گوارا فرما کر فقیر کو ممنون فرمایا جائے۔ امید کہ فقیر کے عریضے کا جواب بلحاظ کرمہائے غوثیہ کبھی نفی میں نہیں آئے گا''۔

اس خط کے ملاحظہ کے بعد حضرت علامہ سید شاہ محمد عمر حسینی قادری الحنبلی قدس سرہٗ نے تھوڑی دیر آنکھیں بند فرمالیں اور مراقب ہو گئے۔ اس کے بعد مسکراتے ہوئے اپنے بعض خادموں سے جو وہاں حاضر تھے فرمایا کہ

''شاہ صاحب نے صرف ہم کو ہی نہیں لکھا۔ بلکہ دربار غوثیہ سے بھی ہماری طلبی کی اجازت حاصل کرلی ہے۔ اس لئے اب شرکت ضروری ہے''

(ملاحظہ کیجئے۔ پیر طریقت ص ۱۳۵۔ مصنفہ فضل اللہ قادری صاحب۔ مطبوعہ ۱۳۷۱ھ)

مکتوب ششم: حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ بموقع وصال حضرت سید شاہ عمر حسینی قادری الحنبلی قدس سرہٗ بہ عنوان ''تاریخ وصال''۔ العالم العارف باللہ حضرت حبیبنا و مولنا السید الشاہ محمد عمر القادری الحیدر آبادی قدس سرہٗ الہادی۔ من احقر محبیہ الفقیر احمد رضا القادری البریلوی غفرلہ ربہ القوی۔ اپنی دستخط و مہر سے روانہ فرمایا تھا۔ (ملاحظہ فرمایئے، پیر طریقت ص ۱۵۸/۱۵۹ مصنفہ فضل اللہ قادری صاحب ۱۳۷۱ھ)

حضرت سید الشیوخ کا سفر بریلی

علماء ومشائخ فرخندہ بنیاد و بریلی کے روابط کی ایک نہایت اہم اور زریں کڑی حضرت سید الشیوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سفر بریلی ہے۔ جس کی انتہائی دلچسپ تفصیلات جناب فضل اللہ قادری نے یوں تحریر کی ہے۔

''عاشق رسول کریم حضرت مولنا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری محدث بریلوی نے اپنے مدرسہ کے چوتھے سالانہ جلسے میں حضرتؒ کو باصرار بریلی شریف آنے کی دعوت دی۔ حضرتؒ نے عدیم الفرصتی کے عذر سے معافی چاہی اور جواب لکھ دیا گیا۔ آخر میں شاہ صاحب موصوف نے نہایت اصرار سے پھر لکھا کہ ''اس فقیر کو حضرت سے ملنے کی بہت آرزو ہے۔ یہ ایک دینی جلسہ ہے براہ کرم زحمت گوارا فرما کر فقیر کو ممنون فرمایا جائے۔ امید کہ فقیر کے عریضے کا جواب بلحاظ کرمہائے غوثیہ کبھی نفی میں نہ آئے گا''۔ اس خط کے ملاحظہ کے بعد حضرتؒ نے تھوڑی دیر آنکھیں بند فرمالیں اور مُراقب ہو گئے۔ اس کے بعد مسکراتے ہوئے اپنے بعض خادموں سے جو وہاں حاضر تھے، فرمایا کہ ''شاہ صاحب نے صرف ہم کو ہی نہیں لکھا۔ بلکہ دربار غوثیہؓ سے بھی ہماری طلبی کی اجازت حاصل کرلی ہے۔ اس لئے اب شرکت ضروری ہے''۔ فوری بانس بریلی جانے کے انتظامات شروع ہو گئے۔ جن حضرات کو رفاقت و ہم رکابی کا شرف حاصل ہوا ان میں سے قابل ذکر حضرت مولوی حکیم رکن الدین احمد صاحب، مولنا سید محمد عبد الجبار صاحب قادری اور حاجی اسلم صاحب باشمیل وغیرہ ہیں۔ بلدہ حیدر آباد سے بماہ رجب ۱۳۲۷ھ روانگی عمل میں آئی اور تین روز کے بعد بانس بریلی پہنچے۔ مولنا شاہ حامد رضا خاں صاحب نے معہ احباب اسٹیشن پر نہایت محبت و گرمجوشی سے پُر تپاک استقبال کیا، اپنے ہمراہ [illegible] لے آئے۔ حضرت مولنا احمد رضا خاں صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے معانقہ فرمایا اور حضرتؒ کا دست مبارک اپنے قلب پر رکھ لیا اور دیر تک

''اے گل زتو خُرسندم تو بوئے کسے داری'' فرماتے رہے۔

''تو بوئے کسے داری'' کی تکرار اس قدر فرمائی کہ خود بھی بے خود ہو گئے اور حاضرین پر عجیب کیفیت طاری رہی۔ جب ذرا افاقہ ہوا تو اسٹیشن پر حاضر نہ ہونے کی معافی چاہی کہ دردسر اور بخار کی وجہ اس سعادت سے محروم رہا۔ دوسرے روز دس ۱۰ بجے کے قریب مولانا حامد رضا خاں صاحب کی معیت میں جلسہ گاہ تشریف لے گئے یہاں ایک مجمع کثیر تھا بعض علماء بہت دور دور سے شرکت جلسہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضرتؒ (سید الشیوخ) کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا، مدرسہ کی روئیداد اور تقاریر کے بعد حضرتؒ (سید الشیوخ) نے

خطبۂ صدارت پڑھا۔ سامعین عموماً اور علماء کرام خصوصاً بہت متاثر و مسرور ہوئے۔ دوسرے روز بھی وعظ ہوا۔ ہر جگہ ان مواعظ پر گفتگو اور چرچے ہونے لگے۔ خود حضرت احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا کہ

''میں نے حضرت کے وعظ کی بہت تعریف سنی ہے۔ کل سے فقیر بھی ضرور حاضر رہے گا''۔

چنانچہ اس کے بعد سے ہر وعظ میں حضرت موصوف برابر شرکت فرماتے رہے اور فرماتے کہ:

''علم و فضل، فیض و ہدایت اس کو کہتے ہیں جب تک حضرت کی مجلس میں حاضر رہتا ہوں، فیوضاتِ غوثیہ کو بداہتاً محسوس کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ کی وجہ فیضانِ سرکارِ غوثیہ ایک خاص طور پر ہم سب پر جاری و ساری رہتا ہے''۔

اے بریلی ناز کر اے ہند تو بھی فخر کر

مولانا سید رضی الدین حسن صاحب کیفی نے حیدر آباد سے ایک نظم اس جلسہ کے لئے (بریلی) روانہ کی تھی جو جلسہ میں سنائی گئی جس کو سبھوں نے پسند کیا اور خوب داد دی گئی۔ جو درج ذیل ہے۔

اللہ اللہ کنجِ تنہائی میں وسعت اس قدر — مل رہا ہے مجھ کو اپنے شہر میں لطفِ سفر
خود فراموشی میں ہے۔ اک خود فروشی کی جھلک — جلوہ زارِ عالمِ قدس آج ہے پیشِ نظر
بوستانِ قدس میں آتی ہے بادِ مشک بیز — نونہالانِ چمن کا ہوگیا ہے رخ ادھر
کوئی کہتا ہے کہ آیا ہے بلاوا دور سے — کوئی کہتا ہے کہ یہ لو آگیا ہے نامہ بر
کوئی کہتا ہے کہ چلئے دیر اب اچھی نہیں — کوئی کہتا ہے کہ دم تو لو ذرا ہولے سحر
کوئی کہتا ہے نہیں بس مُنہ اندھیرے ہی چلو — اب کوئی دم میں خدا چاہے تو بجتا ہے گجر
ہیں عجب تیاریاں روحانیوں کی بزم میں — دیکھئے اس ٹھاٹھ سے یہ آج جاتے ہیں کدھر
قصدِ بیت اللہ کا گر ہے تو یہ رستہ نہیں — ہاں مگر فردوس کی تفریح ہے مدِ نظر
کیونکہ باہم دیر سے یہ ہورہی ہے گفتگو — دیدنی ہے گلشنِ قدرت کا ہر گل ہر ثمر
کعبہ یا بت خانہ ہو یا مدرسہ یا میکدہ — ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے ہیں وہ جاتے ہیں جدھر
ہم کہاں سے باتوں باتوں میں کہاں تک آگئے — یہ سوادِ ملک تو دیکھا ہوا سا ہے مگر
ہو نہ ہو یہ وہی جنت نشاں ہندوستاں — ہو بہ ہو نقشہ وہی ہیں وہی دیوار و در

لکھنو سے اور آگے بڑھ چلا یہ قافلہ — دیکھئے اب تو بریلی پر ہوا اس کا گذر
آج ہے شہر بریلی پر عجب نورانیت — ہے نزولِ رحمتِ باری تعالیٰ بیشتر
آسمانوں سے فرشتے آرہے ہیں جوق جوق — اور کچھ پہلے سے بھی موجود ہیں با کرّ و فر
میزبانوں مہمانوں میں عجب اخلاص ہے — منتظر کوئی ادھر ہے، کوئی ہے مشتاق اُدھر
مولوی حامد رضا خاں دیر سے ہیں سربراہ — مولوی احمد رضا خاں دیکھتے ہیں سوئے در
فخر ان دونوں پہ کرتی ہے بریلی ناز سے — اس نے دیکھا ہی نہ تھا ایسا پدر ایسا پسر
مولوی احمد رضا خاں ہیں جو رخشاں آفتاب — مولوی حامد رضا خاں بھی ہیں اک روشن قمر
مذہبِ حق اہلِ سنت کی حمایت کے لئے — آپ نے قائم کیا ہے مدرسہ اک نامور
اس میں دی جاتی ہے تعلیم دروسِ دینیات — مصحفِ اقدسؔ فرائض فقہ تفسیر و تجر
فکر میں اس مدرسہ کی رہتے ہیں دونوں بزرگ — صرف کرتے ہیں وہ اپنا وقت مثلِ سیم و زر
آج چوتھا اس کا سالانہ ہے جلسہ منعقد — اس لئے ہے خاص رحمت کا بریلی مستقر
خاص رحمت حیدر آبادِ دکن سے آئی ہے — اے بریلی ناز کر اے ہند تو بھی فخر کر

حضرت احمد رضا خاں عبد المصطفےٰ

آئے ہیں کس کے قدم ہے کون اس جا جلوہ گر — فیض گستر بندہ پرور خوش سیر عالی گہر
حافظ و قاری و حاجی اور امام الواعظین — صدرِ بزمِ عارفین و رہنما و راہ بر
ہم مفسر ہم محدث ہم ادیب و ہم فقیہ — جامعِ علم و عمل ہم منبعِ فضل و ہنر
مصدرِ فیضِ عمیم و صاحبِ لطفِ عظیم — دستگیرِ بیکساں مرہمِ نہِ زخمِ جگر
پیکرِ نور و مجسمِ خیر، سرتا پا خلیق — یعنی میرے پیر و مرشد حضرت سید عمر
قادری چشتی نظامی و رفاعی حنبلی — حق شنو حق جو وحق گو حق نما و حق نگر
یہ جہاں رونق فضا ہوں اس کا پھر کیا پوچھنا — کیوں نہ ہو ایسی جگہ پر رحمتِ حق بیشتر
بانیٔ جلسہ کی خاطر اس سبب سے اہلِ دل — کرتے ہیں کرتے رہیں گے یہ دعا شام وسحر

حضرتِ احمد رضا خاں عبدالمصطفےٰ — حامی دینِ متین و ماحی بدعات و شر

آپ کے سارے مقاصد کامیابی خیز ہوں — آپ کے حامی رہیں کونین میں خیرالبشر ﷺ

آپ کا یہ مدرسہ پھولے پھلے ہر طرح سے — آپ کا یہ بے خزاں گلشن ہو دائم بارور

حاضرین جلسہ کرتے ہیں دعا اللہ سے — کہتے ہیں قدسی بھکش حضرتِ سید عمر

اس دعا میں بندۂ عاصی نہ اترے یاد سے

دور افتادوں کی بھی للہ لیجئے کچھ خبر

تقریباً ہفتہ عشرہ قیام کے بعد یہاں (بریلی) سے واپسی عمل میں آئی"۔

(حالات پیرطریقت، ص 134 تا 138، فضل اللہ قادری، مطبوعہ مطبعہ ابراہیمیہ حیدرآباد 1371ھ)

عربی قصیدۂ رضویہ بشان سید الشیوخ

باذوق قارئین نے حضرت سید الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ کے سفر بریلی کی دلچسپ روداد سے یقیناً یہ اندازہ لگالیا ہوگا کہ حضرت سید الشیوخ و حضرت شاہ احمد رضاخاں قادری رحمہ اللہ کے درمیان عشق رسول ﷺ کی بنیاد پر اُلفت و محبت کا معاملہ کتنا اعلیٰ اور مضبوط و مستحکم تھا۔ چنانچہ حضرت سید الشیوخ سید شاہ محمد عمر حسینی القادری الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر عاشق رسول حضرت شاہ احمد رضاخاں صاحب تاج المحدثین بریلوی نے حسب ذیل عربی قصیدہ اپنی دستخط و مہر ثبت کرکے بریلی شریف سے روانہ فرمایا تھا جس میں آپ کے کرب و درد کو واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔

تاریخ وصال العالم العارف باللّٰہ حضرت حبیبنا و مولٰنا السید الشاہ محمد عمر القادری الحیدر آبادی قدس سرہٗ الهادی. من احقر محبیه الفقیر احمد رضا القادری البریلوی غفرله ربه القوی

الا سقی اللّٰهُ قبراً صوبَ غادیة — وجاربا لجودِ جوداً وهو همارُ

اللہ سبحانہٗ اس قبر کو صباحی باران رحمت سے سیراب فرمائے — اور خوب کھل کر برسے کہ سیلاب بن جائے

قبراً ثویٰ بثواب اللّٰه فیه عمر — معمور نور الهدیٰ للدین عمار

وہ قبر جس میں عمر ہیں ثواب اللہ کی منزل ہے — عمر وہ ہیں جو نور ہدایت سے معمور اور دین کے معمار ہیں

عبدٌ لغوثِ البرایا سیدٌ سندٌ — بالغوث مغترفٌ بالغیب مدرار

غوث وریٰ کے غلام (بجائے خود) سید مستند — غوث کا چلو لینے والے غیب کا دریا بہانے والے

باللطف معتصمٌ بالرأفِ مبتسمٌ — بالعرف متسمٌ بالعرف معطار

لطف الٰہی سے تمسک رحمت الٰہی سے خنداں — عام شہرت والے عطر کی طرح مہکنے والے

سرٌّ اسرُله فی السرِ اسرارٌ — برٌّ ابرُله فی البر ابرار

رازِ الٰہی سے سروران کے راز میں بھی اسرار نہاں — نیکوں میں نیک ترنیکی میں بھی سبقت لے جانے والے

ربحٌ لآلِ هدیً حربٌ لاهل ردیً — بحرٌ لسیل ندیً حبرٌ بل اَحْبَار

ہدایت یافتگان کیلئے ذخیرۂ منفعت اہل باطل کیلئے تلوار — بخشش کا سمندر، جید عالم بلکہ مجمع العلوم!

علمٌ و حلمٌ وسلمٌ فی تقیً و نقیً — سیادةٌ سوددٌ فضلٌ و ایثار

یہاں علم و حلم اسلام، نیز تقویٰ و طہارت — سیادت و سرداری فضل اور ایثار ہے

بقدرةِ اللّٰهِ تمت قادریتُه — فزادها القدر والمقدار اقدار

اللہ کی قدرت کہ قادریت ان پر ختم تھی — جس سے ان کی قدر اور شان تقدیروں سے اور بڑھی

و عاد حبة حب الحب فی خلده — کجنة الخلد ازهارٌ و انوار

محبوب سبحانی کی محبت کا تخم ان کے دل میں کچھ ایسا پھلا پھولا — جیسے جنت الخلد میں پھول اور کلیاں چمک رہی ہیں

حماه عن کل ضیرٍ من یقال له — حامی الحقیقة نفاعٌ و ضرار

اللہ ان کو ہر ضرر سے محفوظ رکھے جن کو کہا جاتا ہے کہ حقیقت کے حامی ہیں اہل حق کو نفع دینے والے اور اہل باطل کو دفع کرتے ہیں۔

قال الرّضا اسفاً فی عامِ فرقته

رضا نے تاسف کے ساتھ ان کی تاریخ وصال یوں کہی

محمدٌ عمر الفاروق شطار

(سید) محمد عمر فاروق زماں، قرب الٰہی میں سبقت کرنے والے ہیں

(حالات پیرطریقت ص 158-159، جناب فضل اللہ قادری، مطبوعہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن 1371ھ)

مذکورہ بالا اشعار کو ممتاز محقق وادیب حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مولوی کامل جامعہ نظامیہ، سابق صدر شعبۂ عربی عثمانیہ یونیورسٹی وصدر جمہوریہ ہند ایوارڈ یافتہ) نے اپنے تحقیقی مقالہ "علماء العربية و مساهماتهم في الأدب العربي في العهد الاصفجاهي" (مملكة النظام بحيدر آباد الهند من سنة ۱۲۶۴ الی ۱۳۶۷ھ من سنة ۱۸۴۸ء الی ۱۹۴۸ء) مطبوعہ، ابوالوفاء الافغانی پرنٹنگ پریس، جامعہ نظامیہ، حیدرآباد الہند۔ ۲۰۰۵ء میں حضرت سید الشیوخ کے حالات میں ص ۱۳۱ پر حسب ذیل الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے۔

"وأنشد الشيخ أحمد رضا خان المحدث البريلوى قصيدة رثائه رحمه الله"

اس کے علاوہ ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی اپنے تحقیقی مقالہ "خانوادۂ حضرت خواجہ محبوب اللہ کی علمی وادبی خدمات" باب چہارم ص ۱۰۱ پر رقم فرماتے ہیں۔

"ان (حضرت سید الشیوخ) کے انتقال پر جہاں ملک بھر کی اکابر شخصیتوں نے تعزیتیں پیش کیں وہیں مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے بھی اپنی دستخط اور مہر کے ساتھ عربی زبان میں ایک قصیدہ روانہ کیا تھا"۔

ایک شدید غلط فہمی کا ازالہ

امام احمد رضا قادری کے بریلی سے حضرت شیخ الاسلام محمد انوار اللہ فاروقی کو تحریر کردہ پہلے مکتوب کی ابتدائی سطور ملاحظہ فرمائیں۔

"یہ سگ بارگاہ بیکس پناہ قادریت غفرلہ ایک ضروری دینی غرض کے لئے مکلف اوقات گرامی۔ پرسوں روز سہ شنبہ شام کی ڈاک سے ایک رسالہ القول الاظہر مطبوعہ، حیدرآباد، سرکار اجمیر شریف سے بعض احباب گرامی کا مرسلہ آیا جس کی لوح پر حسب الحکم عالی جناب لکھا ہے یہ نسبت اگر صحیح نہیں تو نیاز مند کو مطلع فرمائیں"

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے مطابق "انہوں (حضرت شیخ الاسلام) نے حسب الحکم کے انتساب کی صحت سے انکار نہیں فرمایا" (خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا جلد اول ص ۵۰۸) اور اسی مکتوب

کے حوالہ سے علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔

"اس خط کا پس منظر یہ ہے کہ اذان ثانی کے مسئلے پر اپنے زمانے کے مشہور فاضل مولانا معین الدین صاحب، اجمیری نے "القول الاظہر" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا جو امام احمد رضا کے موقف کی تردید میں تھا اس رسالہ کی پیشانی پر حسب الحکم حضرت علامہ شاہ انوار اللہ صاحب کا فقرہ مرقوم تھا۔ اس تعلق سے امام احمد رضا نے حضرت شیخ کو یہ مکتوب گرامی تحریر فرمایا تھا"۔

(ملاحظہ ہو، خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا، اول، ص ۵۰۷، برکات رضا فاؤنڈیشن ممبئی 2007ء)

مولانا پیر محمود احمد قادری کی گواہی

مولانا پیر محمود احمد قادری، مرتب مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی کی گواہی القول الاظہر کے متعلق ملاحظہ کریں۔

"اذانِ ثانی جمعہ خارج از مسجد کے عدم جواز میں فاضل اجل مولانا معین الدین قادری اجمیری کا رسالہ جو حیدرآباد سے حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد انوار اللہ مرحوم کے زیر اہتمام شائع ہوا"۔

(دیکھئے مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی، فٹ نوٹ 1 صفحہ 78 مجلی پبلی کیشنز، دہلی 6)

اجلی انوار الرضا کی اشاعت

اب بھی تسلی نہ ہو اور یقین نہ آئے تو آیئے چلتے ہیں رضویات کے حوالہ سے ڈاکٹر شمس مصباحی کی طرف جنہوں نے "اجلی انوار الرضا" کی شان تقریب اشاعت کا یوں تذکرہ کیا ہے۔

"اس مجموعۂ خطوط کی اشاعت کی تقریب یوں ہوئی۔ حضرت مولانا معین الدین اجمیری اہل سنت کے مشہور عالم دین تھے اور امام احمد رضا کے سیاسی حریف۔ 35 صفحات پر مشتمل ان کی ایک کتاب ہے "القول الاظهر فيما يتعلق بالاذان عند المبز" جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی اندرون مسجد ہو"۔

ڈاکٹر شمس مصباحی نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ رسالہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ رسالہ کی لوح پر یہ عبارت درج تھی، حسب الحکم فضیلت مآب خان بہادر مولانا مولوی حافظ حاجی محمد انوار اللہ فاروقی معین المہام امور مذہبی، صدر الصدور صوبہ جات دکن دامت برکاتہم بانی جامعہ نظامیہ"

چنانچہ "القول الاظہر" کی اشاعت اول (جو ظاہر ہے 1333ھ سے قبل ہی ہو چکی تھی) کے بعد امام احمد رضا اور حضرت شیخ الاسلام کے درمیان جو مراسلت ہوئی یہ تحریر کر کے ڈاکٹر شمس مصباحی نے اعتراف حقیقت میں آسانی پیدا کر دی کہ "انہیں خطوط و مراسلت کا مجموعہ ہے "اجلی انوار الرضا" اسے حجۃ الاسلام نے ترتیب دیا۔ اور سنہ مذکورہ (1334ھ) میں ہی مطبع مذکور (مطبع اہل سنت و جماعت بریلی) سے شائع ہوا"۔

یہی نہیں بلکہ ڈاکٹر صاحب نے خط اور جواب خط کی ترتیب بھی اس طرح درج کی ہے۔

1۔ مکتوب امام احمد رضا بنام شیخ الاسلام محررہ 12/رمضان 1333ھ
2۔ مکتوب شیخ الاسلام بنام امام احمد رضا محررہ (تاریخ درج نہیں ہے)
3۔ مکتوب امام احمد رضا بنام شیخ الاسلام محررہ 18/شوال 1333ھ
4۔ مکتوب امام احمد رضا بنام شیخ الاسلام محررہ 29/محرم الحرام 1334ھ

(کلیات مکاتیب رضا، اول، ص ۳۱-۳۲)

اس کے علاوہ پونہ یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں پیش کردہ تحقیقی مقالہ "شیخ الاسلام مولانا محمد انوار اللہ فاروقی شخصیت علمی و ادبی کارنامے" 1995ء جس پر جناب کے عبدالحمید اکبر کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی گئی کے صفحہ 377 پر ضمیمہ کے تحت امام احمد رضا کے اولین مکتوب اور شیخ الاسلام کے جوابی مکتوب کا مطبوعہ عکس شامل کیا گیا ہے۔ اس میں بھی اس بات کی صراحت ملتی ہے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر حمید اکبر کی کتاب کے صفحہ 190۔ 191 پر شیخ الاسلام کی تصانیف کی فہرست دی گئی ہے اس میں بھی القول الاظہر یا القول الازہر کا نام نہیں ملتا۔

مذکورہ شواہد کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ امام احمد رضا، مولانا پیر محمود احمد قادری، علامہ ارشد القادری، ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید اکبر، ڈاکٹر شمس مصباحی 1333ھ سے 1428ھ تک بھی القول الاظہر فیما یتعلق بالاذان عند المنبر کو مولانا معین الدین اجمیری کی تصنیف مانتے اور اپنی زبان و قلم

سے اسی کا اظہار فرماتے آرہے لہٰذا القول الاظہر کا انتساب شیخ الاسلام کی جانب قطعاً صحیح نہیں۔

معاصر بعض اہل علم کو اس بارے میں شدید تسامح ہوا ہے اس لئے یہ واضح کرنا ضروری سمجھا گیا۔

تصدیق حسام الحرمین

(از حضرت مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ صدر المدرسین دار العلوم معینیہ عثمانیہ، درگاہ معلی اجمیر القدس)

بتوسل حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا علیہ الرحمہ

مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ایک مخصوص فقہی مسئلہ میں بہت زیادہ ملتا ہے لیکن مولانا علیہ الرحمہ کے تصدیق حسام الحرمین کا چرچا بہت ہی کم بلکہ شاذ و نادر دکھائی دیتا ہے جبکہ اس کا تعلق عقائد سے ہے۔ ذیل میں حسام الحرمین کے سلسلہ میں مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے درمیان ہوئی مراسلت ملاحظہ فرمائیں جسے حال ہی میں معارف رضا کراچی کے حوالے سے "الصوارم الہندیہ" میں شائع کیا گیا ہے۔

فخر المدرسین حضرت مولانا معین الدین اجمیری کا انہاک اور ذوق چونکہ تدریس میں تھا، اس لئے انہیں ابتداء علماء دیوبند کی ان تصانیف کے مطالعہ کا وقت نہ ملا۔ جن کی توہین آمیز عبارات پر علماء حرمین شریفین نے ان پر فتویٰ کفر صادر فرمایا، اس لئے مولانا اجمیری ابتداً علماء دیوبند کی تکفیر میں خاموش تھے۔ بلکہ جن علماء نے برصغیر میں ان عبارات کے قائل کو کافر کہا، ان سے ان کے روابط نہ تھے۔ تکفیر کے قائل علماء سے یک گونہ اظہار ناراضی فرماتے۔ امام احمد رضا ان علماء میں تھے جن سے مولانا اجمیری بوجہ تکفیر ناراض تھے۔

1337ھ 1919ء میں حجۃ الاسلام غالباً اجمیر شریف میں تشریف فرما ہوئے۔ مسئلہ تکفیر پر مولانا اجمیری سے مراسلت ہوئی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مولانا اجمیری مسئلہ تکفیر میں دیگر علماء حرمین و برصغیر کے ہمنوا ہو گئے۔

حجۃ الاسلام اور مولانا اجمیری کی مراسلت سے چند مکتوبات پیش خدمت ہیں۔

(مراسلت کے یہ مکتوبات حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولوی معین الدین صاحب، ماھو المسنون!

گرامی نامہ ملا۔ مجھے اگر آپ صاف صاف الفاظ میں یہ تحریر فرمادیں کہ دیوبندی وگنگوہی وغیرہ انفاء کے وہ کلمات جو "حسام الحرمین" میں ان کی کتابوں سے بحوالہ صفحہ وسطر منقول ہوئے، فی الحقیقت کفریات ہیں، اوران پر جواحکام تکفیر حضرات علماء حرمین شریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً نے نام بنام ان قائلین پر محقق فرمائے ہیں۔ ان سب کی دل سے تصدیق کرتا ہوں۔ تو میں اور میرے بعض ہم خیال اشخاص کے قلوب کی صفائی ممکن ہے۔ رہا "مسئلۂ اذان" وہ ایک فروعی مسئلہ ہے، میں اس کے متعلق آپ پر جبر نہیں کرتا کہ اس کے متعلق ہماری حسب تحقیق آپ بھی معترف ہوجائیں۔ وہاں ذاتیاتِ اعلیٰ حضرت قبلہ کی نسبت جناب کے کلمات ضرور قابلِ واپسی ہیں۔ ان دونوں باتوں کے بعد فقیر کو آپ ہر طرح خادمِ خادمانِ احباب پائیں گے۔ فقط!

الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہٗ

۱۳؍ربیع الآخر ۳۷ھ

اس کے جواب میں مولانا معین الدین اجمیری نے یہ مکتوب لکھا۔

باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

جناب مولوی صاحب، اعلی اللہ درجتہ!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواباً عرض ہے کہ آپ اسلامی حُسنِ ظن کو پیشِ نظر رکھ کر خانۂ فقیر پر تشریف لائیے۔ ملاقات کا موقع دیجئے تو بہتر ہے، ورنہ آپ مختار ہیں۔ فقیر کو کسی قسم کا حق جبر حاصل نہیں۔ نہ کوئی دنیاوی مطلب محطِ نظر ہے۔ رہے عقائدِ دیوبندیہ، سو اُن کا مجھ کو بالکل علم نہیں کہ کیا ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کی کتابیں دیکھنے کا آج تک نہ موقع ملا، نہ اس کا شوق۔ نہ کتاب "حسام الحرمین" نظر سے گذری۔ البتہ حضرت خاتم الحکماء مولانا فضلِ حق خیرآبادی قدس سرہٗ نے مسئلہ کذب وامکانِ نظیرِ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں طائفۂ دیوبندیہ کی تضلیل وتفسیق کی ہے اوران کو گروہ مزداریہ سے قرار دیا ہے۔ سو اس کا فقیر مصدق ہے اوراس بارہ میں جس

قدر الزام حضرت خاتم الحکماء قدس سرہ نے ان پر وارد کیے ہیں، وہ سب بجا اور سراسر حق ہیں، ونیز اجلی انوار الرضا میں جو عقائد اہلِ دیوبند کے ظاہر کیے گئے ہیں، وہ عقائد کفریہ ہیں۔ اس میں فقیر کو کسی قسم کا تامل نہیں، بشرطیکہ وہ ان کے عقائد ہوں۔ بہرحال آپ کی طرح فقیر بھی عقائدِ مسطورہ فی الرسالہ کو کفری تسلیم کرتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کو اس کا یقین ہے کہ یہ عقائد اہلِ دیوبند کے ہیں اور فقیر کو اسبابِ یقین اس وقت تک فراہم نہ ہوئے۔ اس معذوری کی بناء پر اگر ترکِ ملاقات کو آپ ترجیح دیں تو یہ آپ کو اختیار ہے۔ فقیر اگر صحیح المزاج ہوتا، تو یہ دشواری بھی حائل نہ ہوتی۔ رہے ذاتیات، ان سے بالکل بحث نہ کیجئے۔ ان کا قلع قمع بعد از ملاقات آپ کی مرضی کے موافق ہوجاوے گا۔ اس کا اطمینان رکھیے۔ والسلام۔ فقط!

فقیر معین الدین کان اللہ لہٗ

۱۳؍ربیع الثانی ۳۷ھ

حجۃ الاسلام نے اس کے جواب میں لکھا۔

جناب مولوی صاحب وسع اللہ مناقبہٗ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں ان شاء اللہ تعالیٰ کل بعد نماز جمعہ آسکوں گا۔ مزید علم کے لیے بعض کتب مثل "حسام الحرمین" وغیرہ صبح کسی کے ہاتھ بھیج دیں گے۔ تاکہ آپ اطمینان حاصل کرلیں۔ آپ کے علم میں شاید یہ بات نہیں کہ حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی مرحوم ومغفور نے تو اپنے رسالہ "تحقیق الفتویٰ لرد الطغویٰ" میں اس گروہ ناحق پژدہ کی تکفیر فرمائی ہے۔ نہ فقط تضلیل وتفسیق۔ اور قصیدۂ مطبوعہ میں بھی غالباً تکفیر ہے۔ بہرحال میں چاہتا ہوں کہ آپ اطمینان فرماکر ان کے اقوال کے متعلق رائے ظاہر فرمائیں کہ پھر کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ ہو۔ فقط

الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ

۱۳؍ربیع الآخر ۳۷ھ

مکتوب کے ہمراہ حجۃ الاسلام نے متعدد کتب علماء اہلِ دیوبند ارسال فرمائیں۔ ان کو پڑھنے کے بعد مولانا معین الدین اجمیری نے یہ جواب لکھا۔

۷۸۶

جناب محترم مولانا زادمجدہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

''براہین قاطعہ'' کے قولِ شیطانی کو، جس میں معاذ اللہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلہ میں اپنے شیخ، ''شیخ نجدی'' یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے۔ دیکھ کر فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلماتِ کفر ہیں اور ان کا قائل کافر۔ باقی ہفتواتِ اہل دیوبند کو بعد صحت کے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ آپ اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آئیں، تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔

والسلام خیر ختام۔ فقط

فقیر معین الدین کان اللہ لہٗ

۱۴ ربیع الثانی ۳۷ھ

حجۃ الاسلام کی پُرخلوص مساعی سے ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ جنوری ۱۹۱۹ء میں جبکہ امام احمد رضا ابھی بقید حیات تھے، مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ کا علماءِ دیوبند کی تکفیر کا تردد رفع ہو گیا۔

ماخوذ از: معارفِ رضا، شمارہ یازدہ ۱۹۹۱ء، ۱۴۱۲ھ صفحہ ۲۷۷ تا ۲۸۰

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) ۲۳/۷ تیسری منزل، نشیمن بلڈنگ، اسٹریچن روڈ، کراچی، پاکستان

(بحوالہ: الصوارم الھندیہ، حضرت مولانا حبیدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی رحمہ اللہ، طبع اجمیر القدس ۔ ۲۰۰۸ء)

مولانا معین الدین اجمیری کون؟

حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق نزہۃ الخواطر کے مصنف نے تحریر کیا ہے

الشيخ الفاضل معين الدين بن عبدالرحمن الهندى الأجميرى أحد كبار العلماء، ولد و نشأ فى الاسلام، (وكانت ولادته لأربع بقين من صفر سنة تسع و تسعين و مائتين وألف) واشتغل بالعلم على الحكيم بركات أحمد ابن دائم على الطوكى، فلازمه مدة طويلة و تخرج عليه، وقرأ العلوم الرياضية على مولانا لطف الله

الكوئلى، وولى التدريس بالمدرسة النعمانية بلاهور، وبقى يدرس و يفيد فيها اكثر من سنتين، ثم تدير بأحمرسنة ست و عشرين و ثلاثمائة و ألف، وأسّس سنة سبع و عشرين مدرسة سماها معين الحق، و بدأ يدرس فيها بجد و اجتهاد، و دقة و إتقان وقد زارها سموّ النظام مير عثمان على خان صاحب الدكن و حضر دروسه، وسرّ بها و خلع عليه، و اجرى للمدرسة جراية شهرية، ومن هماسيت المدرسة المعينية العثمانية، و تصدر للتدريس فيها خمس عشرة سنة، ثم استقال بخلاف وقع بينه و بين أعضاء المدرسة، وأسّس سنة ثمان و ثلاثين مدرسة سماها "دارالعلوم الحنفية الصوفية" وبقى يدرس فيها مدة اثنتى عشرة سنة، و امها الطلبة من الآفاق، وانتفعوا به انتفاعا عظيما، و تخرجت عليه جماعة من الفضلاء.

وكان الشيخ معين الدين قوى الملكة فى التعليم، جيد المشاركة فى العلوم العقلية والرياضية، مشاركا فى العلوم الدينية، له مشاركة فى السياسة و حركة الخلافة، سجن لسنتين، وراس حفلة جمعية العلماء التى انعقدت فى أمروهه، وبقى نائب الرئيس لهامدة طويلة، وكان مع اشتغاله بالتدريس و تضلعه من العلوم الظاهرة مقبلا على العبادة و أنواع الطاعات، معتنيا بتربية الباطن و إصلاح النفس، قد بايع الشيخ عبدالوهاب بن الشيخ عبدالرزاق الكهنوى، وكان يعيش فى استغناء و توكل و عفاف نفس، وكان صادعا بالحق، قد غلب عليه حب النبى صلى الله عليه و آله وسلم، وكان كلما درس الحديث و ذكر مرض النبى صلى الله عليه و آله وسلم الذى توفى فيه تأثر و فاضت عيناه، وكان مندمجا فى الطلبة، مشاركا لهم فى مشاغلهم و نزهتهم، وكان كثير المحفوظ فى الشعر، كثير المؤاساة والبر بالطلبة.

كان قليل الاشتغال بالتصنيف، له حاشية على جامع الترمذى. لم تكمل، وله رسائل على بعض المباحث الفلسفية، و كتاب فى سيرة الشيخ الكبير معين الدين السجزى الأجميرى. لم يطبع.

مات یوم عاشوراء سنة تسع و خمسین و ثلاثمائة و الف بأجمیر، و دفن بجوار مقبرة الشیخ معین الدین الأجمیری.

(از: نزھۃ الخواطر۔جلد۸۔ص۲۸۰۔۲۸۱۔مولانا عبدالحئی حسنی۔دائرۃ المعارف العثمانیہ۔حیدرآباد۔اے پی)

معاصر افکار باطلہ کا رد بلیغ

''حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ معاصر افکار باطلہ کا رد بلیغ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

بعضوں نے صراحتاً لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور نماز میں کرنا اس سے بدتر کہ ( ) کا تصور کیا جائے......اب غور کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک جو خیال میں آئے گی اس کو حضرت کی صورت کے ساتھ خاص قسم کی نسبت ہوگی اس کو بدترین حیوانات سے بدتر کہا گیا کیا کسی ایماندار سے یہ ہوسکتا ہے۔اگر ایسے خیال والے لوگ اپنے ذہن میں اس کی کچھ توجیہات ضرور کرتے ہوں گے مگر وہ سب خارج از بحث ہوں گی۔ ہمارا کلام تو اس میں ہے کہ جس صورت کو نسبت حضرت کی صورت مبارک سے ہوگی اس کی توہین ضرور ہوئی۔صحابہ کے آداب کے پیش نظر رکھ کر یہ صاحب لوگ خود ہی خیال کرلیں کہ اگر اس قسم کی بات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں کہی جاتی تو کہنے والے کی کیا گت بنائی جاتی''۔

(مقاصد الاسلام، حصہ دہم، ص164، مطبوعہ مجلس اشاعۃ العلوم۔1338ھ)

جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے خدمت گذار ہیں، ان پر آپ کی خاص قسم کی توجہ مبذول رہتی ہے۔اور بفضلہٖ تعالیٰ ان کی مشکل کشائیاں آپ برابر فرماتے رہتے ہیں''۔

(مقصد الاسلام، جلد دہم، ص108۔مطبع شمس الاسلام حیدرآباد۔1338ھ)

دوسرا خاتم النبیین ہونا محال ہے

''کسی دوسرے کو بھی حضرت ﷺ کی سی فضیلت حاصل ہوسکتی ہے اس خدائی میں تو اس کا ظہور ممکن نہیں۔کیونکہ یہاں تو انحصار ازل و ابد کا ہوگیا۔اب اس سے زیادہ اس خیال میں خامہ فرسائی کرنا کلمات کفر کی حکایت کرنا ہے۔کسی مسلمان کو طمع تو درکنار۔خیال تک نہیں آسکتا کہ شرافت و فضیلت ذاتی میں حضرت ﷺ کے سامنے کسی قسم کی تساوی ڈھونڈے (چہ نسبت خاک را با عالم پاک) اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دوسرا شخص خاتم النبیین ہونا محال ہے۔پھر بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ اگرچہ دوسرا خاتم النبیین ہونا محال و

ممتنع ہے مگر یہ امتناع لغیرہ ہوگا نہ بالذات جس سے امکان ذاتی کی نفی نہیں ہوسکتی۔کیونکہ امکان ذاتی اور امتناع لغیرہ میں کچھ منافات نہیں۔سو اُس کا جواب یہ ہے کہ وصف خاتم النبیین خاصہ آنحضرت ﷺ کا ہے جو دوسرے پر صادق نہیں آسکتا اور موضوع لہ اس لقب کا ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔کہ عند الاطلاق کوئی دوسرا اس مفہوم میں شریک نہیں ہوسکتا۔پس یہ مفہوم جزئی حقیقی ہے اور کلیت مفہوی جو وضع سے قطع نظر کرنے میں معلوم ہوتی ہے بسبب وضع کے جاتی رہی''۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف توراۃ کے مطالعہ کا ارادہ کیا تھا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کیسی متغیر ہوگئی کہ چہرۂ مبارک سے آثار غضب پیدا تھے اور باوجود اس خلق عظیم کے ایسے صحابیؓ جلیل القدر پر کیسا عتاب فرمایا کہ جس کا بیان نہیں''.................''اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سے صحابی با اخلاص کی صرف اتنی حرکت اس قدر ناگوار طبع غیور ہوئی۔تو کسی زید و عمرو کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت میں شک ڈال دیتی ہے۔کیسی اذیت پہنچتی ہوگی۔کیا یہ ایذا رسانی خالی جائے گی ہرگز نہیں''۔

(انوار احمدی، ص43، 54، 55 حضرت شیخ الاسلامؒ، مطبوعہ اگست2002ء)

ایک اہم فتویٰ پر شیخ الاسلام کی تصدیق

مولانا سید غوث الدین سنی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، واضح ہو کہ مولانا بشیر الدین صاحب نے اپنی کتاب منیر الدین میں تحریر کیا ہے کہ جو مضمون کہ دربارۂ علم غیب وغیرہ مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری نے تحریر فرمایا اُس پر علمائے حرمین شریفین کی مہریں ثبت ہیں۔پس چونکہ وہ مضمون بہت طول تھا لہٰذا حسب الارشاد حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مضمون علم غیب کی تلخیص کی گئی پھر اُس پر حضرت حاجی صاحب نے مہر کی اور اُس وقت مکہ معظمہ میں مولانا انوار اللہ خاں صاحب بہادر استاد رئیس حیدرآباد دکن جو مشاہیر علمائے عظام سے ہیں موجود تھے آپ نے بھی دستخط سے مزین کیا اور بعض علمائے حاضرین نے بھی دستخط و مہریں کیں خلاصہ اُس کا تحریر کیا جاتا ہے۔وھو ھذا۔

''شیطان لعین کے وسعت علم کو نصوص قطعیہ سے ثابت جاننا اور عالم علوم الاولین والآخرین صلی اللہ وسلم علیہ وعترتہ اجمعین کے وسعت علم کو شیطان کے علم سے کم کہنا توہین ہے کیونکہ شرعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلم مخلوقات ہیں۔تفسیر نیشاپوری میں آیۂ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ کے تحت میں لکھا

ہے والظاهر انها اسرار و حقایق و معارف لا یعلمها الا الله و رسوله تفسیر مدارک وخازن وغیرہما میں ہے وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب۔ مسلم شریف میں بروایت عمرو بن اخطب وارد ہے فاخبرنا بما کان وبما هو کائن پس خبردی ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چیز کی جو ہو چکی اور ہونے والی ہے اور مواہب لدنیہ میں ہے اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن الیٰ یوم القیامة کانما انظر الیٰ کفی هذه ۔اس حدیث کو امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل کیا ہے۔ پس بشہادت قرآن وحدیث علمائے اہل سنت وجماعت نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یکون حاصل ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے شفا میں اور علامہ ملا علی قاری نے اُس کی شرح میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ وغیرہ میں اس پر تصریح کی ہے۔ ماکتب فی هذا القرطاس صحیح لاریب فیه۔"

عبدالحق عفی عنہ

تحریر بالا صحیح ودرست ہے موافق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے کاتب کو جزائے خیر دے۔

محمد امداد اللہ فاروقی

الجواب صحیح محمد انوار اللہ استاد رئیس حیدرآباد دکن۔ محمد حمزہ

(از: مرجع غیب ص 38,38 مولانا سید غوث الدین سنی حنفی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ 1998ء)

جد الممتار (جلد اول) کی حیدرآباد دکن میں طباعت

علمائے حیدرآباد و بریلی شریف کے علمی روابط میں المجمع الاسلامی محمد آباد گوہنہ کے بانی ارکان ومحققین کا ناقابل فراموش رول رہا ہے۔ ممتاز محقق وعالم حضرت مولانا محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ شیخ الجامعہ الجامعۃ الاشرفیہ اور اراکین المجمع الاسلامی اس کے روح رواں ہیں۔ چنانچہ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کے حاشیہ جد الممتار کی کتابت وطباعت کے ضمن میں آپ نے ہندوستان میں حیدرآباد کا انتخاب کیا۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

سب سے پہلے "تنویر الابصار" لکھی گئی اس کی شرح "درمختار" تصنیف ہوئی، درمختار پر علامہ شامیؒ نے حاشیہ لکھا جو ردالمحتار سے موسوم اور شامی سے معروف ہے۔ اس ردالمحتار معروف بہ شامی پر امام احمد رضا

نے حاشیہ لکھا جس کا نام "جد الممتار علی رد المحتار" ہے اور حاشیہ شامی سے مشہور ہے۔

جد الممتار علی ردالمحتار (حاشیۂ شامی) از: امام احمد رضا قادری بریلوی۔

ولادت ۱۲۷۲ھ ۔وصال ۱۳۴۰ھ۔ ولادت ۱۸۵۶ء ۔ وصال ۱۹۲۱ء

ردالمحتار علی الدر المختار (شامی) از۔ علامہ سید محمد امین بن عمر عابد بن حسنی شامی

ولادت ۱۱۹۸ھ ۔ وصال ۱۲۵۲ھ ۔ولادت ۱۷۸۴ء ۔ وصال ۱۸۳۶ء

الدر المختار فی شرح تنویر الابصار۔ از علامہ علاؤ الدین علی بن محمد حصکفی

ولادت ۱۰۲۵ھ ۔ وصال ۱۰۸۸ھ ۔ ولادت ۱۶۱۶ء ۔ وصال ۱۶۷۸ء

تنویر الابصار (متن) از علامہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی

ولادت ۹۳۹ھ ۔ وصال ۱۰۰۴ھ / ولادت ۱۵۳۲ء ۔وصال ۱۵۹۶ء

جد الممتار جلد اول مشہور بہ حاشیۂ شامی بقلم حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کو حضرت مولانا محمد احمد مصباحی دام ظلہٗ شیخ الجامعہ الجامعۃ الاشرفیہ اعظم گڑھ مبارکپور نے انتہائی عرق ریزی اور جاں فشانی سے اشاعت کی منزل سے ہمکنار کیا بلکہ عربی زبان میں ایک جامع تعارف جو ۱۵ رفل اسکیپ صفحات پر محیط ہے ۲۲ رصفر ۱۳۹۸ھ مطابق یکم فروری ۱۹۷۸ء کو تحریر کیا۔ بعد میں اردو داں طبقہ کی سہولت کے لئے اس تعارف کو اردو کا قالب دیا گیا۔ جد الممتار کی اشاعت حیدرآباد کے مطبعہ عزیزیہ شاہ علی بنڈہ میں ہوئی یہ مطبعہ استاذ محترم محقق ومدقق حافظ وقاری حضرت علامہ عزیز بیگ نظامی صاحب رحمۃ اللہ (مولوی کامل جامعہ نظامیہ ومصحح دائرۃ المعارف العثمانیہ وصدر لجنة انوار المعارف حیدرآباد) کی ملکیت تھا۔ جد الممتار کی طباعت کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد احمد مصباحی دام ظلہ نے حیدرآباد میں قیام فرمایا تھا اس دوران وہ مادر علمی جامعہ نظامیہ کی علمی تحقیقی وعرفانی فضاؤں میں بھی تشریف فرما ہوتے رہے اور علماء وقت شیخ الحدیث حضرت علامہ حاجی منیر الدین صاحب رحمہٗ اللہ، رئیس المفسرین حضرت علامہ سید شاہ طاہر رضوی القادری رحمہٗ اللہ و دیگر اکابر علماء جامعہ نظامیہ سے آپ کی پرخلوص خوشگوار اور بافیض ملاقاتوں کا سلسلہ رہا۔ یادش بخیر اس دوران راقم الحروف شاہ محمد فصیح الدین نظامی تکمیل اعلیٰ دینی علوم وفنون میں مصروف تھا۔ مولانا مصباحی دام ظلہ سے نیاز حاصل ہوا تھا۔ اس ملاقات کے نقوش آج تک ذہن وقلب پر تازہ وتابندہ ہیں۔

فہرست کتب حضرت احمد رضا خاں قادریؒ
موجود در کتب خانہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد

علماء و مشائخ حیدرآباد و بریلی کے رابطہ کا ایک اہم ذریعہ ایک دوسرے کی تصانیف و تالیفات کی قدردانی وطلب بھی رہی جو مختلف علوم اسلامی، تفسیر قرآن، حدیث نبویؐ، فقہ اسلامی، عقائد وکلام، شعر وادب، فتاویٰ سے متعلق رکھتی ہیں ان حضرات گرامی کی کشادہ ذہنی، فراخ دلی اور ایک دوسرے کے تئیں باہمی الفت و تعاطف کی اعلیٰ مثال قرار دی جاسکتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالحمید اکبر کے بیان کے مطابق مولانا احمد رضا نے جب "افادۃ الافہام" کا مطالعہ فرمایا تو ایک مثبت تاثر ان کے مزاج میں قائم ہوا اور انہیں مولانا انوار اللہ فاروقی کی دیگر تصانیف بھی دیکھنے کی خواہش ہوئی چنانچہ اپنے ایک خط میں اس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "کل تصانیف گرامی کا شوق ہے۔ اگر بہ قیمت ملتی ہوں، قیمت سے اطلاع بخشی جائے۔ دو جلدیں قادیانی مخذول (افادۃ الافہام) کے چند صفحات دیکھے تھے۔ ایک صاحب سے ان کی تعریف کی وہ لے گئے"۔

مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کے دیگر مکتوبات دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے عہد کے جلیل الشان علماء سے مراسلت قائم رکھی تھی لیکن کسی عالم کی کتابوں کو اس درجہ شوق سے طلب نہیں فرمایا۔ جس طرح مولانا انوار اللہ فاضل حیدرآباد کی تصانیف کی قیمتاً طلب فرمایا اور جذبہ شوق کی تصویر بھی اتنی دلکش ہے کہ کل تصانیف گرامی کہہ کر طلب فرمایا جس سے احترام بھی ملحوظ خاطر تھا۔

(حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی شخصیت، علمی و ادبی کارنامے، ص48، ڈاکٹر ایم اے حمید اکبر، مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد۔2000ء)

چنانچہ جامعہ نظامیہ کے عظیم کتب خانہ میں جہاں حضرت الشاہ محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف و مخطوطات دستیاب ہیں وہیں پر حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کی حسب ذیل تصانیف مطالعہ کے لئے دستیاب ہیں۔

قرآنیات

فقہ اسلامی

عقائد وکلام

ادب نظم اردو

حکمت وفلسفہ

فتاویٰ افریقہ	-	نمبر ۳۸۷
فتاویٰ رضویہ	-	نمبر ۳۸۹ تا ۴۰۰
فتویٰ مصطفویہ	-	نمبر ۳۸۴۔۳۸۵

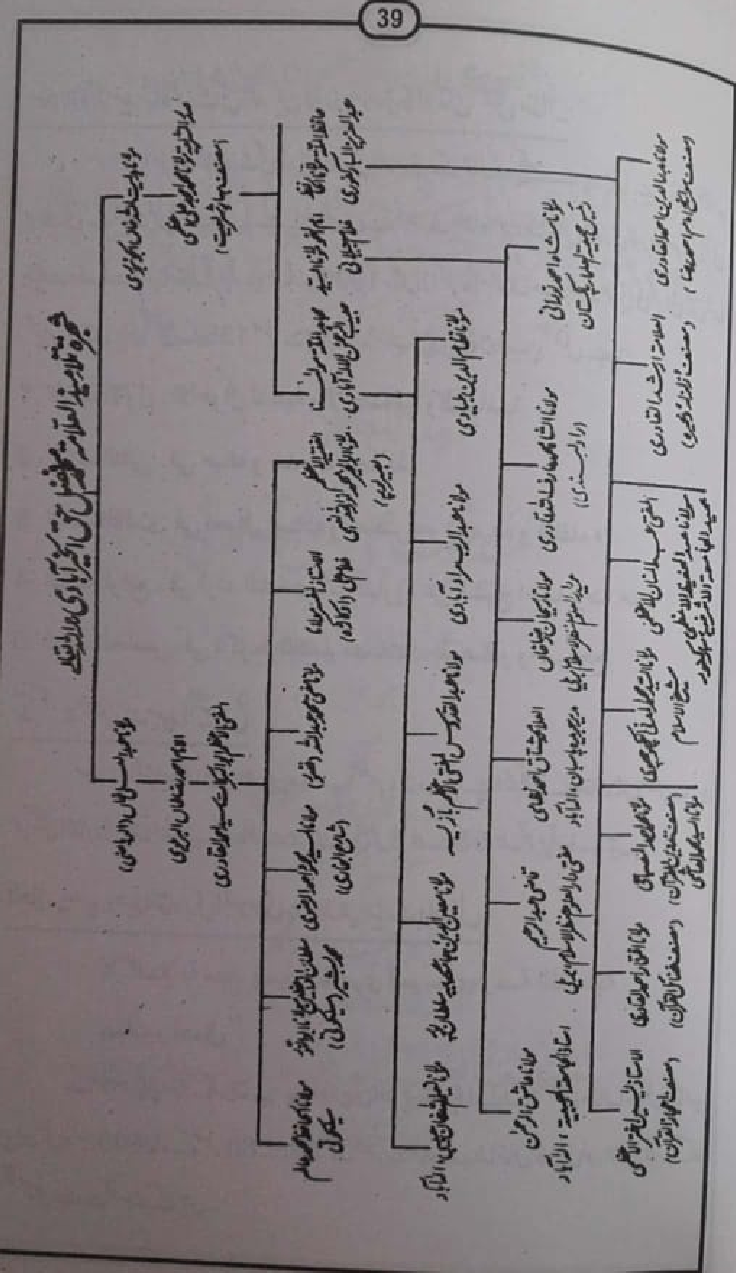
(از: رجسٹر فہرست کتب خانہ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد۔اے پی)

حضرت مصطفیٰ رضا خاں قادری کی حیدرآباد میں آمد

حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پردہ فرمانے کے بعد آپ کے فرزند حضرت مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے علمی، روحانی روابط کے سلسلہ کو برقرار رکھا۔ چنانچہ 1972ء میں شاہزادہ حضرت شاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ، مفتی اعظم حضرت ابوالبرکات محی الدین جیلانی مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کی حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں تشریف آوری پر یہاں کے معزز علماء و مشائخ کرام سے خوشگوار ملاقاتیں رہیں اس دوران آپ نے جامعہ نظامیہ کا بھی دورہ فرمایا اور اس موقع پر آپ کے مختصر لیکن جامع خطاب کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جامعہ کے اکابر شیوخ و اساتذہ وطلبا کی کثیر تعداد شریک تھی۔

جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے تحقیقی مقالے

علما و مشائخ حیدرآباد و بریلی شریف کے علمی روابط کی ایک زرین کڑی تحقیقی مقالات کی بھی رہی ہے چنانچہ حیدرآباد کی بین الاقوامی شہرت یافتہ اردو کی اولین دانشگاہ عثمانیہ یونیورسٹی میں شیخ الشیوخ حضرت سید شاہ عمر حسینی القادری الحنبلی قدس سرہٗ، شیخ الاسلام حضرت محمد انوار اللہ فاروقی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ، کی جامع الکمالات شخصیات و خدمات پر جامع وچشم کشا عربی مقالات تحریر کئے گئے اسی طرح حضرت الشاہ احمد رضا خاں رضا قادری نور اللہ مرقدہٗ کی حیات و خدمات پر بھی تحقیقی مقالات تحریر کر کے آپ کی عبقری شخصیت اور ہمہ گیر علمی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ چنانچہ ڈاکٹر قمر النساء بیگم صاحبہ سابق صدر شعبۂ عربی عثمانیہ یونیورسٹی نے 1982ء میں حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ کے متعلق تحریر کردہ عظیم مقالہ میں آپ کے تلامذہ کا جو تعلق بتایا گیا ہے اس میں بطور خاص حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کے نام نامی کی نشاندہی کرتے ہوئے شجرہ اس طرح مرتب کیا ہے۔



مولانا ڈاکٹر سید شاہ غوث محی الدین قادری الموسوی کا اولین تحقیقی مقالہ

مولانا ڈاکٹر سید شاہ غوث محی الدین قادری الموسوی کے مقالہ کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ غالباً عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی سے سب سے پہلے انہوں نے حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کی حیات وخدمات پر اپنا مقالہ تحریر فرمایا جو مارچ 1990ء میں ڈاکٹر غلام محمد صاحب شعبۂ عربی کی نگرانی میں لکھا گیا۔ یہ مقالہ بڑی تقطیع کے 135 صفحات پر محیط اور حسب ذیل پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔

1. الباب الاول . الاحوال لدينية والاجتماعية والسياسية.

2. الباب الثانى . فى حياته و خدماته الجليلة.

3. الباب الثالث . فى احوال استاذه و معاصريه و تلاميذه و خلفاء ه'

4. الباب الرابع . فى اراء الشخصيات البارزه عن الشيخ احمد رضا خان

5. الباب الخامس. فى ذكر مؤلفاته و مصنفاته . المصادر والمراجع.

تذکرہ حضرت سید الشیوخ

مولانا ڈاکٹر سید غوث محی الدین صاحب اعظم پاشاہ نے اپنے ایم فل کے مقالہ میں حضرت سید عمر حسینی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بزبان عربی ص 42 سے 53 تک تحریر فرمائے ہیں۔

العلامہ سید وحید القادری الموسوی رحمۃ اللہ علیہ حیات واعمال

نیز ”العلامة سيد وحيد القادری الموسوی رحمة الله عليه

حيات و اعمال“

کے موضوع پر مقالہ نگار جناب سید سلطان محی الدین قادری نے اپنے تحقیقی مقالہ ایم فل عثمانیہ یونیورسٹی دسمبر 2005ء کے صفحہ 80 سے 89 تک حضرت شاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کے تفصیلی حالات قلمبند کئے ہیں۔

عکس سرورق تحقیقی مقالہ مولانا ڈاکٹر اعظم پاشاہ قادری صاحب

العلامة الشيخ احمد رضا خان البريلوى رحمۃ اللہ علیہ

حياته وأعماله

مقالة قدمها

السيد غوث محى الدين القادرى

لنيل شهادة الماجستير العليا

(ايم. فل)

من

القسم العربى بالجامعة العثمانية

تحت إشراف

الدكتور غلام محمد

الاستاذ المساعد فى القسم العربى

بالجامعة العثمانية حيدرآباد آندهرا پرديش

مارس ۱۹۹۰م

حضرت شاہ احمد رضا قادری کی عربی شاعری پر تحقیقی مقالہ

جناب محمد سمیع الدین لکچرار نوریہ جونیر کالج حیدرآباد دکن نے حضرت الشاہ احمد رضا قادری نور اللہ مرقدہٗ کی عربی شاعری پر شعبۂ عربی عثمانیہ یونیورسٹی سے ایک تحقیقی مقالہ تحریر کیا تھا۔ جس پر انہیں جامعہ عثمانیہ کی جانب سے ایم فل کی ڈگری مل گئی ہوگی۔ (مل چکی ہے)

(امام احمد رضا کی فقہی بصیرت، جد الممتار کے آئینے میں، فٹ نوٹ صفحہ 20، مولانا محمد احمد مصباحی، المجمع الاسلامی، یوپی، 1993ء)

جناب پروفیسر حافظ محمد سمیع الدین صاحب (شعبہ عربی) نوریہ جونیئر کالج حیدرآباد دکن عثمانیہ یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی عربی شاعری پر ایم۔فل کر رہے ہیں۔

(امام احمد رضا اور عالمی جامعات، صفحہ 42، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مئی 1991ء)

دراسۃ عن الحواشی للعلامۃ احمد رضا خاں علی امہات الکتب فی الحدیث الشریف

اس اہم موضوع پر مولانا محمد عرفان محی الدین نے شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی کے تحقیق ڈاکٹر محمد مصطفی شریف چیرمین بورڈ آف اسٹڈیز کی نگرانی میں اپنا تحقیقی مقالہ تحریر کر کے ستمبر 2008ء داخل کر دیا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد انہیں ایم فل کی ڈگری تفویض کر دی جائے۔ فاضل محقق کا اپنے موضوع پر یہ اولین مقالہ 152 صفحات، چار ابواب، 17 فصلوں اور خاتمۃ البحث پر مشتمل ہے۔ ابواب کی تقسیم و ترتیب اس طرح ہے۔

پہلا باب۔ حیات الشیخ احمد رضا خاں رحمہ اللہ۔ اس میں دو فصلیں ہیں۔

دوسرا باب۔ الاساتذہ والتلامذہ والمعاصرون۔ اس میں تین فصلیں ہیں۔

تیسرا باب۔ المساہمۃ فی العلوم الاسلامیۃ والأدب العربی۔ تین فصلوں پر محیط ہے۔

چوتھا باب: **دراسة تحليلية للحواشي له على امهات الكتب في علم الحديث الشريف وما يتعلق به.**

یہ اہم باب (9) نو فصلوں پر ہے۔ آخر میں (85) پچاسی عربی، اردو، انگریزی مراجع و مصادر کی فہرست دی گئی ہے، جس سے مقالہ نگار کی عرق ریزی و جانفشانی کا اندازہ ہوتا ہے۔

عکس سرورق تحقیقی مقالہ مولانا عرفان محی الدین قادری صاحب

دراسة عن الحواشي للعلامة أحمد رضا خان على أمهات الكتب في الحديث الشريف

(١٢٧٢-١٣٤٠هـ)

تقـديـم

محمد عرفان محى الدين

ماجستير في الأدب العربي

لنيل شهادة الماجستير العليا في الفلسفة

إلى

القسم العربي بكلية الآداب ، الجامعة العثمانية

تحت إشراف

أ.د. محمد مصطفى شريف

رئيس القسم العربي سابقا

الجامعة العثمانية ، حيدرآباد ، آندرا براديش ، الهند

شعبان ١٤٢٩هـ/ أغسطس ٢٠٠٨ء

فاضل محقق مولانا محمد عرفان محی الدین (ریسرچ اسکالر عثمانیہ یونیورسٹی) کا تحقیقی مقالہ امام احمد رضا کے حدیثی حواشی کا تحقیقی جائزہ" رضویات کے باب میں ایک اچھا اضافہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

مقالہ نگار نے شعبۂ عربی عثمانیہ یونیورسٹی میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مصطفیٰ شریف کی زیر نگرانی 2008ء میں تحریر کیے گئے اس مقالہ میں حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ نے حدیث شریف کی جن کتابوں پر حاشیہ تحریر کیا ہے اس کو سات قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ امہات کتب جس میں صحاح، مسانید، اور دیگر کتب شامل ہیں۔

۲۔ کتب احادیث کی شرح جس میں عمدۃ القاری، فتح الباری وغیرہ شامل ہیں۔

۳۔ اصول حدیث کی کتابوں پر جو حاشیے تحریر ہوئے۔

۴۔ تخریج احادیث کی کتابوں پر جو حاشیے تحریر کیے گئے۔

۵۔ اسماء الرجال کی کتابوں پر جو حاشیے تحریر کیے گئے۔

۶۔ جرح و تعدیل کی کتابوں پر جو حاشیے تحریر کیے گئے ہیں۔

۷۔ لغت حدیث کی کتابوں پر جو حاشیے تحریر کیے گئے۔

اس مقالہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کے اب تک دستیاب حواشی کے نام اور تعداد کی صراحت اور حواشی کی خصوصیات بھی قلمبند کی گئی ہیں۔

(تفصیلات کے لئے دیکھئے، ماہنامہ بطحا دسمبر 2008ء، جنوری 2009ء فروری 2009ء حیدرآباد۔ چیف ایڈیٹر جناب احمد حسن رضوی القادری، مولوی فاضل جامعہ نظامیہ حیدرآباد)

عرب دنیا میں تحقیق و تراجم

عرب دنیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی "جامعۃ الازہر" قاہرہ مصر میں شیخ الاسلام شاہ محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ نظامیہ و حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ پر تحقیقی کام ہو رہا ہے اور تصانیف کے ترجمے بھی کیے جارہے ہیں۔ جیسا کہ مولانا محمد جلال رضا نظامی ثم ازہری حفظہ اللہ نے تحریر کیا ہے۔

کاتب هذا البحث يحضر رسالة الماجستير بعنوان "الشيخ محمد انوار الله الفاروقى وجهوده فى الفكر اسلامى" بقسم الفلسفة الاسلامية بكلية دار العلوم

جامعة القاهرة بمصر"۔ (بحوالہ مرقع انوار ص 1029۔ شاہ محمد فصیح الدین نظامی، ناشر مجلس اشاعۃ العلوم، حیدرآباد 2008ء)

یاد رہے کہ مولانا محمد جلال رضا نظامی ازہری کا شمار جامعہ نظامیہ کے قابل و لائق، متحرک و فعال فرزندان میں ہوتا ہے جن کی علمی، تحقیقی و تصنیفی صلاحیتوں کو ان کے اساتذہ و شیوخ جامعہ نظامیہ نے جلا بخشی اور آج کل وہ عالم عرب میں عظیم علمی و تحقیقی مشن پر لگے ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت بطفیل رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم اس فرزند نظامی سے کارہائے نمایاں کی تکمیل فرمارہا ہے

اللهم زد فزد ويوما فيوما۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ قادیانی فرقے کے رد بلیغ میں حضرت الشاہ احمد رضا خاں رضا قادری نور اللہ مرقدہٗ کے دو نہایت اہم رسائل

۱۔ السوء والعقاب على المسيح الكذاب

۲۔ الجراز الديانى على المرتد بقاديانى

کا عربی ترجمہ بھی مولانا محمد جلال رضا نظامی ازہری حفظہ اللہ، مولوی فاضل جامعہ نظامیہ نے نہایت عمدگی سے کیا ہے جس کی اشاعت اول الدار الثقافیہ للنشر، قاہرہ نے 2000ء میں کی اور اشاعت ثانی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے 2005ء میں کی۔ اس ترجمہ پر فضیلۃ الدکتور محمد سید احمد المسیر، استاذ العقیدہ والفلسفہ، کلیۃ اصول الدین جامع ازہر نے مقدمہ تحریر فرمایا۔ بشمول المبین ختم النبیین (مترجم مولانا منظر الاسلام ازہری) اس کتاب کے جملہ صفحات ۱۷۷ ہیں۔

(ملاحظہ ہو۔ ماہنامہ جام نور ص 51، ماہ جولائی 2008ء، مدیر اعلیٰ، مولانا خوشتر نورانی، نئی دہلی)

مولانا محمد جلال رضا نظامی اپنی تالیف القادیانیہ کا انتساب شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ الفاروقی بانی جامعہ نظامیہ کی طرف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اهداء الى روح الامام الهمام شيخ الاسلام العارف بالله مولانا الحافظ أنوار الله الفاروقى. مؤسس الجامعة النظامية. بحيدرآباد. الدكن (الهند) رحمه الله رحمة واسعة، وأسكنه فسيح جناته، الذى كان له الفضل الكبير فى تنوير حياتى.

لقد قضيت ثمانية أعوام من عمرى المتواضع بجوار ضريحه واستفدت كثيرا و

كثيرا من أخلد ذكرياته. الجامعة النظامية. الغراء. بصفة خاصة، ومن مؤلفاته القيمة بصفة عامة، فجزاه الله عني و عن المسلمين خير الجزاء. محمد جلال رضا

ان کے علاوہ رسائل حضرت الشیخ احمد رضا خاں قادری نوراللہ مرقدہ' کا ایک مجموعہ بنام'' الفلسفة الاسلام '' قاہرہ (مصر) سے 2002ء میں طبع ہوا اس کے مترجم بھی مولانا محمد جلال رضا نظامی (مولوی فاضل جامعہ نظامیہ حیدرآباد) ہیں۔ مولانا غلام محمد بٹ ازہری بھی اس کتاب میں بحیثیت مترجم شامل ہیں۔ اس کتاب پر ڈاکٹر محی الدین العانی، استاذ جامع ازہر نے مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔

یہ تمام کتابیں مولانا محمد جلال رضا نظامی نے بطور خاص اپنی مادر علمی جامعہ نظامیہ کو مصر سے روانہ کی ہیں جزاہ' لله خير الجزاء بسط الله علمه و شرح الله صدره و عافاه الله لخدمة الاسلام والمسلمين.

حضرت شیخ الاسلامؒ پر منفرد مقالہ

خدمات الجامعة النظامية و مؤسسها شيخ الاسلام في نشر اللغة العربية و آدابها.

اس منفرد موضوع پر ڈاکٹر سیدہ نفیس النساء بیگم صاحبہ نے تین سو سے زائد صفحات پر عربی میں مقالہ قلمبند کر کے عثمانیہ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی یہ مقالہ حضرت شیخ الاسلام شاہ محمد انوار اللہ فاروقی قدس سرہ' بانی جامعہ نظامیہ کی حیات و خدمات، افکار و نظریات، عہد و عصر پر جامع ہونے کے ساتھ گرانقدر بھی ہے۔ جس میں حضرت شیخ الاسلام کی جامع الجہات و جامع الکمالات شخصیت پر مختلف زاویوں سے سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے نئے گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں یہ مقالہ 2006ء میں تکمیل کیا گیا جس کو علماء و دانشوروں نے اپنے موضوع پر منفرد کاوش قرار دیا۔ مقالہ نگار کلیۃ البنات جامعہ نظامیہ حیدرآباد کی صدر معلمہ ہیں۔ انہوں نے اردو میں بھی حضرت شیخ الاسلام کی حیات و خدمات پر ایک کتاب تحریر کی ہے۔ جس کا نام ''ملامح انوار'' ہے۔

عکس سرورق تحقیقی مقالہ ڈاکٹر نفیس النساء بیگم صاحبہ

خدمات الجامعة النظامية
و
مؤسسها في نشر اللغة العربية وآدابها

مقالة

قدمتها

نفيس النساء بيغم

ماجستيرة علياء في الأدب العربي من الجامعة العثمانية

لنيل شهادة الدكتوراة من الجامعة العثمانية

تحت إشراف

الدكتور محمد عبد الجميل خان

أستاذ المساعد باللغة العربية ومدير كلية ايه.ك.ايم الشرقية

اكتوبر سنة ٢٠٠٦م

الموافق ذوالحجة ١٤٢٧هـ

Scanned by CamScanner

اس کے علاوہ مولانا ڈاکٹر محمد مستان علی نظامی نے حضرت شیخ الاسلام شاہ محمد انوار اللہ فاروقی کی شخصیت، علمی وادبی خدمات پر ''حیات واعمال مؤسس الجامعۃ النظامیہ'' کے عنوان سے تحریر کیا ہے جوان کے ڈاکٹریٹ کے مقالہ ''علماء الجامعة النظامية و مساهمتهم في الأدب العربي'' کا پانچواں اہم باب ہے۔ جون 2005ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالمجید نظامی، صدر شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کی نگرانی میں لکھے گئے 370 صفحات پر مشتمل اس تحقیقی مقالہ پر مولانا مستان علی نظامی کو پی ایچ ڈی کی سند عطا کی گئی۔

بیسویں صدی کے مشہور محدثین کرام کی خدمات

سکندرآباد (اے پی) کے متوطن جناب محمد سراج الدین نے جامعہ عثمانیہ سے شعبۂ عربی میں اپنا ایم فل کا رجسٹریشن 2007ء میں کروایا ہے۔ موصوف کے لکھے جارہے مقالہ کا عنوان ہے ''أعلام المحدثين في الهند في القرن العشرين الميلادي و ميزات آثارهم''۔ جس میں پچیس سے زیادہ ہندوستانی محدثین کی ترتیب وار حیات وعلم وفن حدیث شریف میں خدمات کا شرح وبسط کے ساتھ تعارف ہے اس مقالہ میں حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نوراللہ مرقدہ، کی خدمات کا بھی تفصیلی ذکر شامل ہے۔ جامعہ نظامیہ کے کتب خانہ سے مقالہ نگار نے مواد حاصل کیا ہے۔ مقالہ نگار سے راقم نے ملاقات کر کے یہ معلومات بنفس نفیس حاصل کی ہیں۔

ادبی وتحقیقی مضامین کی کہکشاں

جامعہ نظامیہ کے ممتاز عالم وادیب حضرت مولانا پروفیسر محمد عبدالمجید نظامی (سابق صدر شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی) نے ہندوستانی علماء کرام کی علم حدیث میں خدمات کے موضوع پر ایک انتہائی جامع مقالہ زیب قرطاس فرمایا تھا جو جامعہ نظامیہ کے سالانہ ترجمان ''مجلہ انوار نظامیہ، ستمبر 1998ء میں ص 114 تا 123 پر شائع ہوا۔ جس میں حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نوراللہ مرقدہ، کی علم حدیث نبوی شریف میں گرانقدر خدمات کا احاطہ کرتے ہوئے پروفیسر صاحب یوں رقمطراز ہیں۔

الشيخ أحمد رضا خان البريلوي:

''هو الشيخ أحمد رضا بن نقي علي الأفغاني والحنفي ولد في بريلي عام ١٢٧٢ ه حصل

العلوم من والده حتى تمهر في العلوم وفاق خاصة في الفقه والأصول و كانت له مساهمة في كثير من العلوم والفنون. سافر إلى الحرمين الشريفين مع أبيه عام ١٢٨٦ ه و أسند الحديث عن الشيخ احمد زيني دحلان الشافعي المكي والشيخ عبدالرحمن سراج مفتي الأحناف بمكة المكرمة والشيخ حسين بن صالح جمل الليل و حصل منه سند الصحاح الستة والطريقة القادرية و رجع إلى الهند واشتغل بالتدريس والتاليف. وكان كثير التأليف و أضخمها الفتاوى الرضوية، واشتهر كتابه في فن الحديث ''النجوم الثواقب في تخريج أحاديث الكواكب'' و نور عين في الانتصار للامام العيني و الروض البهيج في آداب التخريج. توفي رحمه الله سنة ١٣٤٠ ه''

(سالنامہ مجلہ ''انوار نظامیہ'' ص ۱۲۱، مدیر اعلیٰ حضرت مفتی خلیل احمد صاحب، ناشر مجلس انتظامی جامعہ نظامیہ، ستمبر 1998ء)

پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید اکبر کی تحقیق

کرناٹک اردو اکیڈیمی کے زیر اہتمام ایک قومی سمینار 2003ء میں بمقام بنگلور منعقد کیا گیا تھا جس میں ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں کے لکچرارس و پروفیسرس شریک تھے جنہوں نے متنوع موضوعات پر اپنے مقالے پیش کئے۔ انہی میں ایک مقالہ ممتاز محقق وادیب پروفیسر ڈاکٹر ایم اے حمید اکبر (صدر شعبۂ فارسی واردو گلبرگہ یونیورسٹی) نے بھی پیش کیا جس کا موضوع تھا ''اردو زبان وادب کی ترقی میں مولانا احمد رضا کا حصہ'' پروفیسر صاحب کے اس مقالہ کی معزز اہل علم وحاضرین نے نہ صرف تحسین کی بلکہ کرناٹک اردو اکیڈیمی کے ذمہ داروں نے اسے حاصل کر کے بہت ہی اہتمام سے صفحہ 57 تا 68 شائع بھی کیا جو سمینار نمبر اذکار 2 کے نام سے موسوم ہے۔ ڈاکٹر حمید اکبر صاحب کے مقالہ کا ایک حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

''مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا مقام اوران کا کلام کئی جہات سے ممتاز اور منفرد نظر آتا ہے۔ اس امتیازی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ اردو کا کوئی بھی نعت گو مولانا سے زیادہ وسیع المعلومات، اسرار شریعت کا رازداں، کتاب و سنت کے بحر ذخار کا سچا شناور اور صاحب فضل وکمال نہیں ہوا۔ اس لئے کہ انہوں نے قرآن سے نعت گوئی سیکھی اور حضرت حسان جیسے آشنائے منزل کو خضر راہ بنایا، مولانا کے کلام میں حضور ﷺ سے عشق کا سمندر متلاطم ہے''۔

(تفصیلات کے لئے دیکھئے سمینار نمبر اذکار 2، کرناٹک اردو اکیڈیمی، بنگلور 2003ء)

عکس سرورق تحقیقی مقالہ ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید اکبر صاحب

مقالہ برائے ڈاکٹریٹ (اردو)

بعنوان

شیخ الاسلام مولانا محمد انوار اللہ فاروقیؒ شخصیت، علمی وادبی کارنامے

مقالہ نگار

کے۔ محمد عبدالحمید اکبرؔ ایم۔اے اردو

زیرنگرانی

ڈاکٹر محمد اعظم، ایم اے، پی ایچ ڈی

احمد نگر کالج، احمد نگر

پیش کردہ برائے یونیورسٹی آف پونہ۔ پونے

1995ء

امام احمد رضا علمی وادبی سمینار

یہی نہیں بلکہ حیدرآباد کے دو معزز علماء کرام حضرت مولانا مفتی محمد حسن الدین نظامی، (مولوی کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد) اور پروفیسر محمد مصطفیٰ شریف، صدر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ (خلیفہ حضرت پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار خان صاحب قبلہ نقشبندی حال مقیم امریکہ) نے علی الترتیب امام احمد رضا اور علم حدیث، اور امام احمد رضا کی فقیہانہ بصیرت پر انتہائی پر مغز، عمدہ، معلوماتی مقالے تحریر کر کے 24 رفروری 2008ء کو منعقدہ بعنوان ''امام احمد رضا علمی وادبی سمینار'' گلبرگہ شریف میں پیش کیا۔ اس سمینار میں دیگر مقالہ نگاروں ڈاکٹر حافظ محمد اعظم رضا، رکن رضا اکیڈیمی شولاپور، پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید اکبر، صدر شعبہ فارسی و اردو گلبرگہ یونیورسٹی، مولانا شیخ محمد افضل الدین جنیدی، ریسرچ اسکالر گلبرگہ یونیورسٹی، ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، پورنیہ، بہار، جناب سید خواجہ معز اشرفی حیدرآباد، ڈاکٹر منظور احمد دکنی، پروفیسر شعبہ اردو گلبرگہ یونیورسٹی نے بھی نہایت جامع مقالات کے ذریعہ سامعین کے ذوق علم وادب کو جلا بخشی۔ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی کے مقالہ کو حاصل سمینار قرار دیا گیا۔ یہ سمینار علمی وادبی ہونے کے ساتھ ساتھ اصلاحی وموضوعی بھی تھا۔ توقع ہے کہ یہ سارے مقالے کتابی صورت میں بہت جلد شائقین کے ہاتھوں میں ہوں گے۔

مخفی مباد کہ اس سمینار کی صدارت معروف عالم ودانشور مولانا یٰسین اختر مصباحی نے کی۔ سابق صدر اردو اکیڈیمی کرناٹک عالی جناب عبدالوہاب عندلیب، ڈائریکٹر آف اسٹیڈیز خواجہ ایجوکیشن سوسائٹی گلبرگہ اور بانی رضا اکیڈیمی ممبئی محترم جناب محمد سعید نوری، اعزازی مہمان کی حیثیت سے شریک رہے۔ قاضی محمد شکیل الدین ریسرچ اسکالر گلبرگہ یونیورسٹی نے نقابت کے فرائض انجام دیئے۔

(تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ ماہنامہ جام نور، مولانا خوشتر نورانی، صفحہ 61، اپریل 2008ء۔ نئی دہلی)

حیدرآباد سے کئی علمی ادبی وتحقیقی رسائل ومجلات شائع ہوتے ہیں ان میں ماہنامہ رسالہ صوفی اعظم کو ایک منفرد مقام حاصل ہے اس کے مدیر اعلیٰ صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ جانشین سید الصوفیہ حضرت مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری مدظلہ ہیں، انٹرنیٹ پر www.sofiazam.com پڑھے جانے والے اس رسالہ میں وقتاً فوقتاً علماء ومشائخ اہل سنت کی حیات وگرانقدر خدمات پر بھی مضامین شائع کئے جاتے ہیں چنانچہ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نوراللہ مرقدہٗ کی حیات وخدمات کو مولانا ڈاکٹر سید شاہ مرتضیٰ علی صوفی

حیدر قادری نے جو مولوی کامل جامعہ نظامیہ، عمدہ نثر نگار، بہترین شاعر، اعلیٰ درجہ کے خطاط اور رسالہ صوفی اعظم کے منیجنگ ایڈیٹر اور مدیر اعلیٰ کے خلف الصدق ہیں بہت ہی جامع انداز میں خراج عقیدت پیش کیا ہے جس کا ایک اقتباس کچھ اس طرح ہے۔

"حضرت فاضل بریلوی کی جو حیثیت سب سے نمایاں اور ان کی وہ شناخت سب سے ممتاز ہے وہ ایک ایسے عاشق صادق کے طور پر ہے اور اس بات کا اعتراف تو ان کے دشمنوں کو تک ہے عشق نبوی میں ایسی سرشاری رکھتے تھے کہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت رکھنے اور محبوب کی پسندیدہ ہر شئے اور شخصیت سے محبت کرنے کا نہ صرف درس دیا بلکہ کر کے دکھایا۔ سادات کرام کو جزءِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ توقیر و تعظیم کا مستحق سمجھتے بلکہ حق تو یہ ہے کہ سید زادوں کا حد درجہ احترام کرنا علامہ فاضل بریلوی کی کتاب سیرت کا روشن باب ہے"۔ (ص20) ستمبر 2004ء۔

باذوق قارئین کی آگاہی کے لئے مقصد کے تحت یہ تحریر کیا جارہا ہے کہ ممبئی (مہاراشٹرا) سے ایک سہ ماہی رسالہ بنام "افکار رضا" 13 سال تک (جولائی 1995ء تا ستمبر 2007ء) پابندی شائع ہوتا رہا۔ جس کے مدیر اعلیٰ دل دردمند اور فکر ارجمند کے مالک جناب محمد زبیر قادری حفظہ اللہ ہیں اس کا آخری شمارہ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کی شخصیت و خدمات سے منسوب اور آٹھ ابواب اور 496 صفحات پر مشتمل یہ شمارہ ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت کا حامل ہے۔ اس خصوصی شمارہ کے باب چہارم: فکریات (صفحہ 170 تا 225)۔ میں تیسرا مقالہ راقم الحروف کا تحریر کردہ ہے۔ جو مدیر محترم کی خواہش پر لکھا گیا۔ "عصر حاضر میں فکر رضا کی معنویت" کے زیر عنوان لکھے گئے اس مقالہ میں فکر رضا اور ناموس رسالت، فکر رضا اور مسئلہ تکفیر، فکر رضا اور احکام شریعت، فکر رضا اور عظمت سادات، فکر رضا اور قرآن، فکر رضا اور تعلیم و تعلم، فکر رضا اور شعر و ادب، فکر رضا اور للہیت، فکر رضا صحافت میں جیسے نکات پر اہل فکر و نظر کے لئے سامان بصیرت مہیا کیا گیا ہے۔ جو ص 187 تا 195 پر محیط ہے۔

کلام رضا کا منظوم عربی ترجمہ

علماء و مشائخ حیدرآباد و بریلی کے روابط میں شعری و ادبی عوامل بھی کارفرما ہیں۔ چنانچہ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کے مشہور نعتیہ قصیدہ نور کے منتخب اشعار کا ادیب ابن ادیب عالم ابن عالم صوفی ابن صوفی حضرت العلام مولانا سید شاہ طاہر رضوی القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ صدر الشیوخ جامعہ نظامیہ

حیدرآباد نے عربی میں منظوم ترجمہ فرما کر کلام رضا کے تئیں اپنی والہانہ شیفتگی کا اظہار فرمایا ہے۔ ذیل میں نعت رضا کا منظوم قالب ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

المديح النبوى على صاحبه الصلاة والسلام

فضيلة الشيخ السيد طاهر الرضوى

شيخ التفسير و صدر الشيوخ بالجامعة النظامية

الشمس والبدر والا فلاك والشجر — طوعاله فرحا من مهده القمر
كان النبى يناغى القمر والقمر — شوقا اينا جيه لعباعينه النظر
الله بارك فى ماكنا نقتبس — وزادنا ولعامن نوره المطر
كلّ له تابع والشان ان له — ملكا عظيما لما من تحته القدر
بالأرض كلّ له فى المهد لعبته — وتلك لعبته فوق السماالقمر
قال الرّسول النّبى ذكرا النعمة — شهوده لشهود الحق يعتبر
ليس له المثل فى الأكوان من احد — قدبان منه السّما والأرض والثمر
يامن سيادته فى الكون قاطبة — وليس دونه من يقضى به الوطر
من رازق الخلق جمعا انت قاسمه — ومن مهابته شان له بهر
الحمدلله ان قد كنا امته — وسنا الفضل حتى كنا نفتخر

(از: مجلّہ، معہد الدینی العربی، ص ۱۸۹ مطبوعہ ۱۴۱۵ھ، حیدرآباد دکن)

حضرت شائق و حضرت رضا کی شعری ہم آہنگی

دکن کے مشہور شاعر حضرت مفتی اعظم علی شائق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کی شعری ہم آہنگی کے متعلق حضرت سید طلحہ برق رضوی رقم طراز ہیں۔

سید السادات حضرت مولانا مفتی اعظم علی شائق دکنی قدس اللہ سرہٗ العزیز سلطان الشہداء امام عالی مقام حضرت حسین علیہ السلام کی انیسویں پشت میں ان کے پوتے ہیں۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۹۴ھ کو یہ بندۂ برگزیدہ و

جلیل القدر ریاست حیدرآباد کے نامی وگرامی معزز ومعتبر خانوادۂ سیادت مآب مفتی سید احمد علی الحسینی شہید ناز کے گھر تولد ہوئے۔ جد امجد سید محمد بادشاہ حسینی رفعت پناہ اور نانا جان حضرت محبوب نواز الدولہ مولوی نور الحسن قدس سرہٗ کے زیر سایہ پروان چڑھ کر زیور تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ ہوئے۔ مذہبی ودینی اقدار کی پاسداری لئے دکن کی اعلیٰ تہذیبی وثقافتی ماحول میں عنفوان شباب کی منزل طے کی۔ دستار فضیلت ومشیخت کے ساتھ ریاست آصف جاہی کی مسند افتا کو رونق بخشی۔

حضرت شایقؔ شریعت وطریقت کے خوبصورت سنگم تھے۔ اس پیکر علم وفضل کو سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ میں اپنے عم محترم سے بیعت اور والد سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔ معمولات شریعت ومشاغل طریقت نے ان کا ظاہر وباطن یکساں مصفّی ومجلا کر دیا تھا۔ شایقؔ نے اکثر انعامات ربانی کی طرح مبداء فیاض سے شاعری بھی ورثے میں پائی تھی۔ ان کے جد امجد شاہؔ تخلص فرماتے تھے اور والد ماجد لائقؔ، لہٰذا موصوف نے بھی اپنا تخلص لائق کا قافیہ شایقؔ رکھا۔

ارض دکن میں اردو شاعری کی ایک عظیم الشان روایت رہی ہے۔ شایقؔ کے عہد میں شمالی ہند سے استاد شعراء داغؔ وامیر ریاست حیدرآباد پہنچ چکے تھے۔ دربار سے ان کی وابستگی نے یہاں کے رنگ سخن کو متاثر کیا۔ محبت وعقیدت سے دکنی شعراء نے ان کے انداز میں اشعار کہے۔

میر اعظم علی شایقؔ کا عہد 1294ھ تا 1328ھ پر محیط ہے۔ یہ زمانہ داغؔ وامیرؔ اور احمد رضا فاضل بریلوی وغیرہ کا ہے۔ شایقؔ نے تینوں معاصر کا اثر قبول کیا ہے۔ احمد رضا خان ایک سچے عاشق رسولؐ تھے اور نعت گو، شایقؔ کا ان سے متاثر ہونا بھی عین فطری تھا۔

امام احمد رضا بریلوی 1272ھ میں پیدا ہوئے یعنی شایقؔ سے 22 سال قبل
اور رضاؔ کا انتقال 1340ھ میں ہوا یعنی شایقؔ سے ٹھیک 22 سال بعد۔

یہ بھی حسن اتفاق ہے۔

جناب رضاؔ کی بڑی مشہور نعت ہے

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا — جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اس زمین میں حضرت شایقؔ نے بھی طبع آزمائی کی ہے اور بارہ اشعار کی نعتیہ غزل لکھی

اے بانکے محمد صلی علیٰ رتبہ ترا ہم نے کیا جانا — اللہ کی قسم کیا منہ سے کہوں بس جس نے تجھے جانا جانا

اور ۹ اشعار کی ایک ٹھمری جس کا مطلع ہے۔

طیبہ کے رنگیلے بانکے میاں موہے چاند سا مکھ دکھلا جانا — میں برہا دیوانی تڑپت ہوں ذرا آ جانا ذرا آ جانا

نہیں معلوم شایقؔ کی نعت دیکھ کے رضاؔ نے نعت کہی یا رضاؔ کی نعت پڑھ کے شایقؔ نے لکھی یا محض توارد ہے۔ دونوں اساتذہ کے یہاں ایک انداز کے مضامین اکثر نظر آتے ہیں۔

قبلے کا بھی قبلہ ہے مزار شہ والا — جنت سے فزوں رتبہ ہے طیبہ کی گلی کا

شایقؔ کا یہ شعر پڑھ کے رضاؔ بریلوی کا یہ شعر سامنے آتا ہے

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو — کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

محولہ بالا مطلع بہ زمین رضاؔ میں شایقؔ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ ''بانکے'' کا استعمال کیا ہے۔ ''بانکا'' ایک عام لفظ ہے۔ جو اپنی خوبی معنی کے لئے ہر دور میں مروّج رہا۔ جناب شایقؔ نے اس لفظ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے نعتیہ اشعار میں کثرت سے استعمال کیا ہے۔ انگنت اشعار سے چند ملاحظہ ہو۔

بڑی آنکھیں، کمال ابرو، وہ کملی وہ عمامہ پیچی — خدا کا شکر ہے سردار بھی ہم کو ملا بانکا

شان وحدت نے کہا تھام کے دل صلِّ علیٰ — شب معراج چلا جب مرا بانکا آیا

محمد آپ کی بانکی ادا کچھ اور کہتی ہے — بشر کی شکل میں شانِ خدا کچھ اور کہتی ہے

ایک پوری نعتیہ غزل میں ردیف ہے ''بانکا عرب کا دلدار پیارا''

سید ہمارا، مولیٰ ہمارا، بانکا عرب کا دلدار پیارا — دونوں جہاں میں اپنا سہارا بانکا عرب کا دلدار پیارا

دفور عشق ومحبت میں شایقؔ نے بانکے کے ساتھ لفظ رنگیلے کا بھی استعمال کیا ہے۔ کہتے ہیں

بانکے رنگیلے مصطفیٰ میری طرف بھی دیکھنا — تیری نظر کے میں فدا میری طرف بھی دیکھنا

Scanned by CamScanner

فدائے رسول حضرت رضا بریلوی نے بھی اپنی نعت وسلام میں رسول اللہؐ کے لئے لفظ ''دولہا'' استعمال کیا۔ دولہا اور بانکا معنوی طور پر گویا لازم وملزوم ہیں۔ رضا فرماتے ہیں

شب اسریٰ کے دولہا پہ دایم درود نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

اگرچہ شایق کی غزلوں میں ساری روایتی خصوصیات پائی جاتی ہیں مگر انہوں نے اپنے جذبۂ عشق رسولؐ سے غزلوں کو نعتیہ رنگ وآہنگ دے دیا اور ان کی غزلیں نعتیہ غزلیں ہوگئیں۔ کہتے ہیں

صد شکر دل کو ہوگیا اب نعت سے لگاؤ شایق کلام سے مرے رنگِ غزل گیا

عشق ومحبت کا ایک تقاضیہ یہ بھی ہے کہ محبوب کے دشمن سے نفرت کی جائے۔ رضا بریلوی کہتے ہیں۔

دشمنِ احمدؐ پہ شدت کیجئے ملحدوں سے کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

جناب شایق بھی دشمنان وشاتمان رسولؐ سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

خاک ہوں گے جل کے سب دشمن رسول اللہؐ کے نعت گو جب شایق آتش بیاں ہوجائے گا
نبی کا دوست ہے جو میں شایق اس پہ شیدا ہوں قسم اللہ کی دشمن ہوں میں احمد کے دشمن کا

شایق کے پاک وصاف دل پر یقیناً یہ منکشف تھا کہ انہیں روضہ رسول کی حاضری جیتے جی نصیب نہیں ہوگی۔ فراق رسول کا یہی درد اور بے رخی کا یہی سوز ان کی زندگی کی علامت بن کے نعتیہ غزلوں میں در آیا۔

مجھ کو رونا اسی کا ہے شایق سوئے طیبہ مرا گذر نہ ہوا
پہنچا دیا نہ شہر عرب میں نبی کے پاس میرے خدا نے پھر مجھے دنیا میں کیا دیا
میں یہی کہتا ہوا سونپوں گا جان اللہ کو ہجر احمد میں مری آئی قضا اچھا ہوا
ہمارے روح طیبہ جائے گی بے شبہ اے شایق انہیں پیارے خیالوں میں اگر ہو انتقال اپنا

(سالنامہ الانصار (6-5) ص385۔386۔388 مدیر، جناب اسعد شائق 08-2007 حیدرآباد)

مولانا جلال رضا نظامی کا زمزمۂ محبت

فاضل جامعہ نظامیہ مولانا محمد جلال رضا نظامی حضرت مولانا احمد رضا خاںؒ کی شان میں سخن سرا ہیں

ألاصحبی أنیروا فی الظلام فهذا شمس مولانا الامام
یبدّد نورها حجب الدیاجی ویهدیکم الی سبل السلام
ویملأ قلبکم بسَنا الیقین وحب المصطفی خیر الأنام
ألم تسمع لأصوات تُنادی هلموا ههنا حُسن المُقام
لدی "أحمد رضا" زین عظیم الجود والفیض المدام
له صوت وصیت فی وذکر طیب عندالکرام
له حُججُ اذا عجز الفُحول وقول قاطع وقت الخِصام
أدلته شفاء للنفوس وأمن الخائفین من الحِمام
وبرق فوق رأس المارقین وسیف فوق أعناق اللئام
بریٔ عن هوی نفس وعن تاج العلا والإحتشام
عظیم همة فوق الجبال وماض فی الارادة کالحسام
وسباق الی نیل المعالی بلارد ومنع وازدحام
قویُّ العزم فی حل ونفاذ إلی قمم المرام
ومستوح من القرآن رشداً وهدی المصطفی خیر الأنام
فلا یتجاوز المرمی جُزافا اذا هدفا رماه بالسهام
وشاهده علی ما أدّعیه رجال، صفوة البلد الحرام
سقی المولی ثراه کلّ آن إلی یوم القیامة بالدّوام
وأنزل فوق مدفنه شآبیبا کأمطار الغمام
أجب هذا دعاء من أثیم له أمل الی حسن الختام

بارگاہ شیخ الاسلام میں گوہر عقیدت

یہی مولانا جلال رضا نظامی حضرت شیخ الاسلام کی بارگاہ میں یوں عقیدت کے گوہر لٹاتے ہیں

بالله ذا عارف فی الأرض قد سكنا	لكن رتبته قد فاقت القمرا
من علمه مورد عذب لمن حضرا	وفيضه لم يزل للدهر منفجرا
فی ظلمة الليل صبت عينه عبرا	وقت النهار قضى فی الدين مفتكرا
لما تلظت من الاعداء شترتهم	بحر علا موجه واطفأ الشررا
لا تمطر الغيم إلا فی مواسمها	والمزن من علمه ما انفك منهمرا
كم ذرة أقمرت من فيضه العمم	وكم فلاة هزت وأنتجت ثمرا
صارت له الهند من أمر النبی وطنا	فالبعد عنه انجلی وفر منتشرا

حضرت علامہ مفتی عبدالحمیدؒ کے تاثرات

مشہور صحافی مولانا ظہیرالدین قادریؒ مدیر اعلیٰ ماہنامہ استقامت کانپور نے 1976ء میں آندھراپردیش کا دورہ کیا تھا اس دوران انہوں نے یہاں کی جامعات و مدارس کے ذمہ داروں اور عظیم شخصیات کے انٹرویوز بھی لئے تھے۔ چنانچہ 17 مئی دوشنبہ 1976ء کو امام المنطق والفلسفہ، عاشق مصطفیٰ، حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ و امیر امارت ملت اسلامیہ آندھراپردیش سے بطور خاص ان کے دولت کدہ واقع محلہ شاہ گنج پر حاضر ہو کر انٹرویو لیا تھا اس موقع پر ادیب العصر حضرت علامہ سید شاہ طاہر رضوی القادری رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الادب)، حضرت علامہ قاضی سید محبوب حسین صاحب نائب شیخ التفسیر، جناب مولوی ہادی پاشاہ صاحبؒ (تاجر اولڈ موٹر پارٹس و ذمہ دار میلاد کمیٹی حیدرآباد)، مولوی محمد یونس صاحب مالک نیشنل نیوز ایجنسی علی آباد بھی موجود تھے۔ مولانا ظہیرالدین قادری نے طویل انٹرویو میں حضرت امیر ملت سے شخصی، ملی، مذہبی، مسلکی، ادبی، فکری سوالات کے علاوہ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نوراللہ مرقدہٗ کے تعلق سے بھی سوال کیا گیا اس پر جو جواب حضرت امیر ملت علیہ الرحمۃ نے مرحمت فرمایا وہ پڑھنے اور سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت نے اپنی زبان فیض ترجمان سے مولانا ظہیرالدین

قادری کے لذت گلفشانی گفتار حاصل کرنے کے لئے کیے گئے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ

''مولانا احمد رضا خاں صاحب سیف الاسلام اور مجاہدِ اعظم گذرے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعت کے مسلک وعقائد کی حفاظت کا ایک مضبوط قلعہ تھے۔ آپ ہی کی کوششوں اور کاوشوں کی وجہ سے ہندوستان میں نجدیت کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں ملا۔ آپ کا مسلمانوں پر احسان عظیم ہے کہ ان کے دلوں میں عظمت و احترام رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اور اولیاء امت کے ساتھ وابستگی برقرار ہے۔ خود مخالفین پر بھی اس کا اچھا اثر پڑا اور ان کا گستاخانہ لب ولہجہ ایک حد تک درست ہوا۔ باقی اختلافات وہ تو تا قیام قیامت قائم رہیں گے جو تحتِ حکمتِ الٰہی ہیں مگر بالآخر کامیابی حق کے لئے ہوگی کہ ان العاقبۃ للمتقین، جدھر ادب و احترام مصطفیٰ ادھر مصطفیٰ، جدھر مصطفیٰ ادھر ربِّ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور بجا طور پر آپ امام اہل السنۃ والجماعۃ ہیں آپ کی تصنیفات وتالیفات علوم کا بحرِ ذخار ہیں''۔

(ملاحظہ ہو، ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ، کانپور، ستمبر 1976ء)

اس طرح ایشیاء کے ''عباقر ثلاثہ'' سید الشیوخ حضرت سید شاہ عمر حسینی قادری الحسلبی قدس سرہٗ، شیخ الاسلام حضرت شاہ محمد انوار اللہ فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کی فکر صحیح کو معقول، منظم مثبت انداز میں عام سے عام تر کرنے کی کوششیں جاری وساری ہیں۔ دانشمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ ان امور میں مساعدت اور راہیں فراہم کی جائیں۔

سخن دلنواز جاں پُرسوز

رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

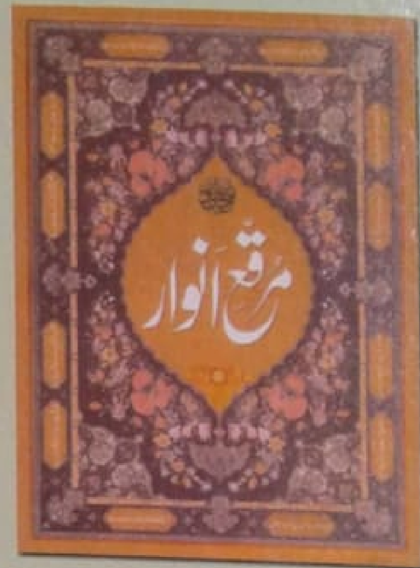
''حضرت شیخ الاسلام کے ساتھ امام احمد رضا کا اختلاف صرف علمی سطح کا تھا۔ اسی لئے تحریر میں ان کی شخصیت کی عظمت کا اعتراف سطر سطر سے نمایاں ہے لیکن مولانا محمد علی مونگیری چونکہ عقیدہ کے الزام میں ملوث تھے۔ اس لئے آپ واضح طور پر یہ محسوس فرمائیں گے کہ ان کے خط میں امام احمد رضا کی تحریر کا رنگ کافی بدلا ہوا ہے۔ اس کے باوجود ''جاں پرسوز'' اور ''سخن دلنواز'' کی خوشبو سے پورا خط معطر ہے''۔

(خطوط مشاہیر بنام احمد رضا، جلد اول ص 51 ڈاکٹر شمس مصباحی پورنوی)

آخری بات

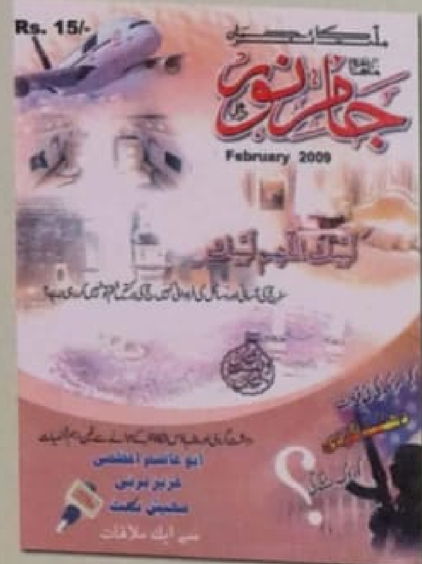
اس کے علاوہ حیدرآباد کی مختلف تنظیموں اور تعلیمی اداروں کی جانب سے جلسہ میلاد النبی، جلسہ فیضان اولیائے کرام، فقہی کانفرنسوں اور جلسہ دستار بندی میں حضرت علامہ حبیب اشرف صاحب سنبھلی، حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری جو خطیب مکہ مسجد حضرت علامہ حافظ وقاری محمد عبداللہ ازہری نظامی نائب شیخ الادب جامعہ نظامیہ کے از ہر شریف مصر میں ہم جماعت رہے اور ایک شہ نشین سے شرف تخاطب حاصل کیا۔ حضرت سید محمد نعیم اشرف اشرفی الجیلانی، حضرت ابوالمسعو د سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی سرکار کلاں، رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری، حضرت سید محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی، حضرت علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی الجیلانی، حضرت مولانا سید محمد کلیم اشرف جائسی، مولانا محمد احمد مصباحی، شیخ الجامعہ الجامعۃ الاشرفیہ، مولانا مفتی محمد نظام الدین، مولانا یٰسین اختر مصباحی، مولانا مبارک حسین مصباحی (مدیر اشرفیہ)، مولانا مفتی بدر عالم مصباحی، مولانا محمد حنیف خاں رضوی (مرتب جامع الاحادیث، مدیر تجلیات رضا)، مولانا صغیر اختر مصباحی، مولانا شاکر علی نوری، مفتی اختر حسین قادری علیمی، حضرت مولانا ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی، مولانا عبیداللہ خاں اعظمی، حضرت علامہ کمیل اشرف کچھوچھوی، حضرت مولانا جیلانی اشرف کچھوچھوی، مولانا سید قاسم میاں اشرفی الجیلانی، مولانا عسکری میاں اشرفی الجیلانی، حضرت سید محمد محمود اشرف اشرفی الجیلانی، حضرت سید محمد انوار اشرف اشرفی الجیلانی، حضرت مولانا سید اطہر اشرف اشرفی، مولانا مقبول احمد مصباحی، مولانا حامد اشرف اشرفی، مولانا سیف خالد اشرفی (موصوف نے حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کی کتاب ''امام احمد رضا اور اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ'' مکتبہ انوار المصطفیٰ مغلپورہ حیدرآباد کے حسن تعاون سے شائع کر کے ہند و بیرون ہند کے معزز اہل علم و دانش گاہوں تک پہنچائی تھی) و دیگر علماء و مشائخ وقتاً فوقتاً حیدرآباد تشریف لا کر علمی و فکری روابط کو فروغ دیتے رہے ہیں۔ وقت اور حالات کا تقاضہ ہے کہ مثبت فکری و قلمی توانائیوں کا تحفظ کرتے ہوئے ہر راسخ الاعتقاد مسلمان اپنے محلہ میں ہر قلمکار مجلہ میں، ہر معلم اپنے مدرسہ میں اور شیخ طریقت اپنے حلقہ میں یہ ''تکبیری اذان'' دے تاکہ بقول حضرت رئیس القلم منصب رسالت کے احترام کی بنیاد پر جنوب و شمال کے درمیان آواز کی ہم آہنگی کا ایک نیا دور شروع ہو۔

''مرقع انوار'' پر دو جامع تبصرے



''اس وقت میرے سامنے حضرت شیخ الاسلام علامہ شاہ انوار اللہ فاروقی کی حیات وخدمات پر مولانا شاہ فصیح الدین نظامی کی مرتب کردہ مرقع انوار ہے جو ضخیم جامع، مجلد، معیاری، خوبصورت اور دستاویزی ہے اسے بجا طور پر علامہ انوار اللہ فاروقی کی شخصیت وخدمات کا انسائیکلو پیڈیا کہا جا سکتا ہے بہر کیف مرقع انوار جماعت اہل سنت کا ایک علمی تاریخی اور دستاویزی سرمایہ ہے جس کی پیش کش پر مولانا شاہ فصیح الدین نظامی اور اشاعت پر مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ شبلی گنج (حیدرآباد) بے پناہ مبارک بادیوں کے مستحق ہیں اور جس کو ملک وبیرون ملک کی لائبریریوں اور دانش گاہوں تک پہنچانا خیر خواہان سواد اعظم کا دینی فریضہ ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس علمی کوشش کو قبول وعام فرمائے آمین''

(ماہنامہ ''جام نور'' نئی دہلی۔ فبروری ۲۰۰۹ء)



''مرقع انوار'' کے فاضل مرتب مولانا شاہ محمد فصیح الدین نظامی نے ایک صاحب طرز ادیب، اصلاح پسند، سیرت نگار، عالم دین اور ماہر مرقع نگار کی حیثیت سے اپنی شناخت بنائی ہے اور ایک مقام پیدا کرلیا ہے جن کی عنبر بیز تحریریں صاحبانِ ذوق کی مشام شوق کو اکثر معطر کیا کرتی ہیں۔ علامہ رشید پاشاہ اور علامہ ابوالوفا افغانی رحمہما اللہ کی حیات وخدمات اردو شعر وادب کے فروغ میں فرزندان جامعہ نظامیہ کا حصہ، مقالات طاہر، مقالات مفکر اسلام، نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم صدقے جاواں، کے علاوہ آندھرا پردیش اردو اکیڈمی کا ایوارڈ یافتہ سلطان مدینہ نمبر یہ سب مولانا شاہ محمد فصیح الدین نظامی کے نوک قلم سے نکلے ایک سے ایک اعلیٰ شاہکار ثابت ہوئے اب مرقع انوار کی شکل میں موصوف کی تازہ ترین کاوش کیا ہے گویا مرقع نگاری کے میدان میں ان کے اشہب قلم کی جولانیوں کا کمال ہے''

(ماہنامہ رسالہ صوفی اعظم، ستمبر ۲۰۰۸ء حیدرآباد۔ اے پی)

